لکھنؤ

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

توحید تو یہ ہے...

محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس خدا کا جلوہ نمایاں کیا جو آسمان کے اوپر سے لیکر زمین کے نیچے تک کا تنہا مالک ہے، اس کے کاروبار میں کوئی شریک نہیں، اس کی شہنشاہی میں کسی دوسرے کا حصّہ نہیں اس کے کارخانہ قدرت میں کوئی دوسرا ساجھی نہیں، کائنات کا کوئی ذرہ اس کے حکم سے باہر نہیں، دنیا کی کوئی چیز اس کی نگاہوں سے چھپی نہیں، شجر، حجر، جنگل، پہاڑ، صحرا، دریا، سورج، چاند، زمین، آسمان، انسان، حیوان، زبان والے اور بے زبان سب اس کے آگے سر بسجود اور اس کی تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں سب کمزور ہیں وہی ایک قوّت والا ہے، سب جاہل ہیں اسی ایک کو علم ہے، سب فانی ہیں اسی ایک کو بقا ہے سب محتاج ہیں وہی ایک بے نیاز ہے سب اس کے بندے ہیں وہی ایک شہنشاہ ہے، غرض عرش سے فرش تک جو کچھ ہے وہ اس کا ہے اور اس پر صرف اسی کی حکمرانی ہے وہ ہر عیب سے پاک، ہر برائی سے منزّہ اور ہر الزام سے بری ہے وہ ہر قسم کی صفات عالیہ اوصاف کمالیہ اور محامد جمیلہ سے متّصف ہے اس کی مانند کوئی نہیں، اس کی شبیہ و مثال کوئی نہیں وہ تشبیہ و تمثیل سے بالاتر اور انسانی رشتہ ناطہ سے پاک ہے۔

"ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ" (زمر-۱)۔ وہ ہے تمہارا رب، اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ پس ملّت ابراہیمی کے پیروکار کا یہ فرض ہے کہ ہر طرف سے ٹوٹ کر اسی کی طرف یکسوئی اختیار کرلے کہ حنیفیت ظاہر و باطن میں کسی غیر کی طرف توجہ کو برداشت نہیں کرسکتی اور کسی سفلی و علوی مخلوق سے قرار نہیں پا سکتی۔

مولانا سید سلیمان ندویؒ
(سلوک سلیمانی)

۱۰ ستمبر ۱۹۹۳ء | سالانہ پچاس ۵۰ روپئے | فی شمارہ ۲/۳۵

Regd. No. LW/NP56

Princi.: 72336
G.House: 73864

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW (India) 226007

تعمیر حیات کا سالانہ زر تعاون

الحمدللہ۔ تعمیر حیات تمام مشکلات و دشواریوں کے باوجود وقت پر شائع ہوتا رہا، انشاءاللہ شائع ہوتا رہے گا۔

اس سے قبل ۲۵ اپریل ۹۳ء کے شمارے میں صفحہ ۱۳ پر تعمیر حیات کے سالانہ زر تعاون کے اضافہ کے بارے میں قارئین تعمیر حیات سے رائے طلب کی گئی تھی جو تائید میں رہی۔ ۱۹۸۹ء سے تعمیر حیات کی فیس میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا تھا جب کہ کاغذ، کتابت و طباعت کی گرانی بہت بڑھ چکی ہے لہٰذا مجبوراً سالانہ زر تعاون مبلغ -/70 روپیہ فی شمارہ -/3 روپیہ کا اضافہ ۲۵ ستمبر ۹۳ء کے شمارے سے کیا جا رہا ہے امید ہے کہ ہمارے قارئین کرام اپنی دلچسپی باقی رکھتے ہوئے توسیع اشاعت میں حصہ لیں گے۔ ایجنسیوں کو فی شمارہ -/3 روپیہ کے حساب سے دیا جائے گا۔ کمیشن سابق ہی رہے گا۔ اشتہارات کی شرح کے اضافہ کا پہلے ہی اعلان کیا جا چکا ہے یعنی -/20 روپیہ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر متعین ہے۔

منیجر

نورانی تیل ®

درد، زخم، چوٹ کی بہترین دوا

لیبل پر ڈرگ لائسنس نمبر U-18/77 اور کیپ سیل پر مارکہ ضرور دیکھیں انڈین کیمیکل کمپنی کی کہیں کوئی برانچ نہیں ہے دھوکہ نہ کھائیں۔ مئو کا بنا اصلی نورانی تیل مئو کا پتہ دیکھ کر خریدیں۔

INDIAN CHEMICAL MAU.N.B. 275101

اظہار احمد اینڈ سنس
پرفیومرس
چوک۔ لکھنؤ
عطر حنا | عطر شمامہ

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ خوشبودار عطریات، عمدہ و اعلیٰ قسم کے روغنیات و عرق کیوڑہ۔ عرق گلاب و دیگر عرقیات کی ایک قابل اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں۔

خط وکتابت کا پتہ

اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس چوک لکھنؤ

IZHAR AHMAD & SONS
PERFUMERS
TRADE MARK
CHOWK-LUCKNOW.
226003

عربی | اردو | ہندی | اور انگریزی | کی کمپوزنگ | بذریعہ کمپیوٹر

اعلیٰ اور معیاری طباعت کا ایک اہم مرکز

فون: ۳۲۳۳۶۸۵

آزاد پرنٹنگ پریس

۳۷، محبوب بلڈنگ نظیر آباد لکھنؤ

بمبئی میں

مٹھاس کی دنیا کا ایک ہی نام

★ انواع و اقسام کی خوش ذائقہ و دل پذیر مٹھائیاں
★ دیسی گھی زعفران و میوے سے بھرپور

طہور اسویٹس

اسپیشل افلاطون • مینگو برفی • ڈرائی فروٹ برفی • انجیر برفی • پائین اپیل برفی • ڈنگ لڈو • تیسہ لڈو • قلاقند اور نان خطائی

ناگپاڑہ جنکشن ۴۵/۲۲۵ بلاسس روڈ بمبئی ۸
فون ۳۰۹۱۳۱۸-۳۰۸۲۷۷۳

پرنٹر پبلشر ناصر حسین نے آزاد پریس لکھنؤ میں طبع کراکے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے لیے شائع کیا

لکھنؤ

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

مجلس صحافت و نشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد ۳۰ | ۱۰ ستمبر ۱۹۹۳ء | مطابق ۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ | شمارہ ۲۱

سرپرست

مولانا معین اللہ ندوی

نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ادارۂ تحریر

شمس الحق ندوی

محمود الازہار ندوی

مشاورت

مولانا نذر الحفیظ ندوی — مولانا سلمان حسینی ندوی

مولانا محمد خالد ندوی — مولانا عبداللہ حسنی ندوی

مولانا محمد رضوان ندوی — ڈاکٹر ہارون رشید

خط و کتابت و منی آرڈر کا پتہ

نیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس 93

ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 (یوپی)

زر تعاون ملکی

سالانہ — پچاس روپے

فی شمارہ — ۲/۲۵

بیرون ملک فضائی ڈاک

ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک

۲۵ ڈالر

بیرون ملک بحری ڈاک

بحری ڈاک جملہ ۱۰ ڈالر

نوٹ:- ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں، اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہونچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں جس نام و پتہ پر پرچہ جاتا ہے اس کی صراحت منی آرڈر کوپن پر ضرور کریں اور اگر چندہ دوبارہ بھیج رہے ہوں تو اس کی صراحت ضرور کریں

ادارے — ش۔ ع۔ ض

ملزموں کے خلاف فرد جرم

وزیر اعظم مسٹر پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ نے آج کہا ہے کہ "وہ لوگ جو بابری مسجد کے منہدم کرنے کے ذمہ دار ہیں ان کے خلاف بہت جلد قانونی اقدام کیا جائے گا"۔

۲ ستمبر ۹۳ء کے ٹائمس آف انڈیا (لکھنؤ) کی شہ سرخی میں یہی خبر ہے، اس عنوان اور اس کے تحت تفصیلی بیان کو پڑھ کر بے اختیار چند سال پہلے کی ایک بات یاد آگئی، اسرائیل نے جب عراق کی ایٹمی تنصیبات کو بم گرا کر تباہ کر دیا تو عرب ممالک میں ایک کہرام مچ گیا، مسلم ممالک نے عراق کی حمایت اور اسرائیل کی مذمت میں بیانات دیے، اقوام متحدہ میں اسرائیل کے خلاف مذمت کا ریزولیشن پیش ہوا، عرب اخبارات کا کیا پوچھنا ایک سے ایک جلی سرخیوں میں اسرائیل کو ظالم، انسان دشمن، درندہ کہا گیا، عرب لیگ کا ہنگامی اجلاس طلب کیا گیا جس میں پر زور الفاظ میں امریکہ سے مداخلت کی اپیل کی گئی، برطانیہ اور فرانس کو انسان دوستی کا حوالہ دیا گیا۔ مشرقی یورپ کے بعض ممالک نے بھی کھل کر مگر دھیمے لہجوں میں اسرائیل کے اس اقدام کو غیر آئینی اور بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کا مجرم گردانا، اس موقع پر کسی انگریزی اخبار میں ایک کارٹون شائع ہوا تھا، جس کے نقوش تو یاد نہیں ہیں، البتہ اس کے نیچے جو فقرہ تھا وہ یاد ہے۔

"اسرائیل نے بہت غلط اقدام کیا، اگر پھر اس نے ایسی حرکت کی تو زیادہ پر زور الفاظ میں اس کی مذمت کی جائے گی" عربی کا ایک محاورہ ہے کہ "آج کی رات بعینہ ایسی ہی ہے جیسے کل تھی" (ما أشبه الليلة بالبارحة) جرم ضعیفی کی سزا ہر زمانہ میں ہر دور میں اور ہر جگہ یکساں ہی دیکھی گئی ہے، اسرائیل عرب سرزمین کے جغرافیہ پر ایک کوڑھ بن کر ابھرا، پھیلا، اور پورے جسم کو گھناؤنا کر گیا، قبلۂ اول بھی اس کی زد میں آگیا، اور قبۂ صخرہ بھی، نابلس کا سرسبز و شاداب حصہ بھی خاک سیاہ ہوا، اور غزہ بھی ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوا، اور ہم دیکھتے ہی رہ گئے یہ ماجرا ہے کیا۔؟

یہی نہیں بلکہ مصر جس کی آن بان ایک زمانہ میں یہ تھی کہ جس نے اسرائیل کو تسلیم کیا اس سے مصر نے تعلقات منقطع کر لیے بالآخر کیمپ ڈیوڈ جا کر گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوا، یاسر عرفات صاحب بھی کچھ دن بہت کڑکے اور گرجے، اور اب سنا ہے کہ اس پر راضی ہو گئے ہیں کہ اسرائیل ان کی تنظیم کو تسلیم کرے تو وہ بھی مزاج یار کی خاطر سر تسلیم خم کر دیں گے۔

اسی ضمن و سیاق میں اپنے وطن عزیز میں اپنی ملت کا حال بھی دیکھیے، ۶ دسمبر ۹۲ء سے پہلے کے حالات ابھی ذہن سے محو نہیں ہوئے ہوں گے، وہ طنطنے، بلند بانگ دعوے، فلک شگاف نعرے، قانون دانی کا زعم، پریس کانفرنسیں اور قائدانہ بیانات شاید ہی کوئی بھولا ہو، ابھی ایک ہی سال کی تو بات ہے، بازیچۂ سیاست میں بخت کاروں کی خام کاریاں اور قیادت کے شیدائیوں کی قلابازیاں بھی یاد ہوں گی، اور آخر میں ایکشن کا ری ایکشن جس بھیانک شکل میں سامنے آیا وہ بھی سامنے کی بات ہے، مسلمانوں کا خون برسات کے پانی سے زیادہ بے قدری اور بے دردی سے بہایا گیا، ناموس نسوانیت سربازار لوٹی گئی، اور بابری مسجد تاریخ کے کھنڈر میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو گئی، حکومت وقت نے بھی بلاشبہ کوئی کوتاہی یا کمی نہیں کی، سب سے پہلے بڑھ کر اسی نے مسلمانوں کے آنسو پونچھنے کے لیے وعدوں کا رومال بڑھایا، کسی "انسان دوست لیڈر" نے خوشنما لفظوں کا تیار کردہ مرہم ان کے زخموں پر رکھا، کسی نیتا جی نے بڑھ کر مسلمانوں کے سر پر سیاسی شفقت کا ہاتھ پھیرا، اپنی لفظی تسلیوں کی ایک تکرار یہ بھی ہے کہ مجرموں پر فرد جرم عائد کی جائے گی، قانونی چارہ جوئی ہوگی، عدالت میں پیشیاں ہوں گی، تاریخیں مقرر ہوتی رہیں گی، بڑھتی رہیں گی، بحثیں ہوں گی، پھر ججوں کے فیصلوں کا انتظار ہوگا، اور اس طرح ایک ضمنی انتخاب کیا مرکزی اور ریاستی انتخاب بھی مکمل ہو چکے ہوں گے

اعمال صالحہ سے دنیا کا نفع

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

..... طاعت سے رزق بڑھتا ہے قال اللہ تعالیٰ ولو انهم اقاموا التوراة والانجيل وما انزل اليهم من ربهم لاكلوا من فوقهم ومن تحت ارجلهم۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر وہ لوگ قائم رکھتے تورات اور انجیل کو اور اس کتاب کو جو نازل کی گئی ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے یعنی قرآن مراد یہ کہ ان پر پورا پورا عمل رکھتے تورات و انجیل پر عمل کرنا یہی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حسب عہد تورات و انجیل کے ایمان لاتے اور آپ کا اتباع کرتے اگر ایسا کرتے تو البتہ کھاتے وہ لوگ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے، اوپر سے کھانا یہ کہ بارش ہوتی اور نیچے سے یہ کہ غلہ اگتا، اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ احکام الٰہی پر عمل کرنے سے رزق بڑھتا ہے۔

..... طاعت سے طرح طرح کی برکت ہوتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولو ان اهل القرى آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركات من السماء والارض ولكن كذبوا فاخذناهم بما كانوا يكسبون۔ یعنی وہ لوگ اگر ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے البتہ کھول دیتے ہم ان پر طرح طرح کی برکتیں آسمان سے اور زمین سے لیکن انہوں نے تو جھٹلایا پس پکڑ لیا ہم نے انکو بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے تھے یہ آیت مدعائے مذکور میں بالکل صریح الدلالت ہے۔

..... طاعت کرنے سے ہر قسم کی تکلیف و پریشانی دور ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ۔ ومن يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب ومن يتوكل على الله فهو حسبه۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کیلئے نکلنے کی راہ یعنی ہر قسم کی دشواری و تنگی سے ان کو نجات ملتی ہے اور رزق عنایت فرماتے ہیں اسکو ایسی جگہ سے وہ گمان بھی نہیں کرتا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اللہ تعالیٰ اسکو کافی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ برکت تقویٰ ہر قسم کی دشواری سے نجات ہوتی ہے۔

..... طاعت سے ہر کام میں آسانی ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ۔ ومن يتق الله يجعل له من امره يسرا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کر دیتے ہیں اس کے لئے کام میں آسانی مطلب مذکور پر صاف دلالت موجود ہے۔

..... طاعت سے زندگانی مزیدار ہو جاتی ہے قال اللہ تعالیٰ۔ من عمل صالحا من ذكر او انثى وهو مؤمن فلنحيينه حيوة طيبة۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص عمل کرتا ہے نیک خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ ایمان والا ہو پس البتہ زندگانی دیں گے ہم ان کو زندگی ستھری یعنی بالطف و لذت فی الواقع کھلی آنکھوں یہ بات نظر آتی ہے کہ ایسے لوگوں کا سا لطف و راحت بادشاہوں کو بھی میسر نہیں۔

..... طاعت سے بارش ہوتی ہے مال بڑھتا ہے اولاد ہوتی ہے باغ پھلتا ہے نہروں کا پانی زیادہ ہوتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ استغفروا ربكم انه كان غفارا يرسل السماء عليكم مدرارا ويمددكم باموال وبنين ويجعل لكم جنت ويجعل لكم انهارا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم گناہ بخشوا لو اپنے رب سے تحقیق وہ بڑے بخشنے والے ہیں بھیجیں گے بارش تم پر بہتی ہوئی اور زیادہ کریں گے تمہارے مال اور اولاد کو اور مقرر کریں گے تمہارے لئے باغ اور مقرر کریں گے تمہارے لئے نہریں۔

..... ایمان لانے سے خیر اور برکتیں نصیب ہوتی ہیں اور ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا قال اللہ تعالیٰ۔ ان الله يدافع عن الذين آمنوا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ تعالیٰ دفع کرتے ہیں یعنی تمام آفات و شرور کو ان لوگوں سے جو ایمان لائے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ان کیلئے حامی و مددگار قال اللہ تعالیٰ۔ الله ولي الذين آمنوا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ مددگار ہیں ایمان والوں کے، فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان دلوں کو قوی رکھو قال اللہ تعالیٰ۔ اذ يوحي ربك الى الملئكة اني معكم فثبتوا الذين آمنوا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس دن کو یاد کرو جب کہ حکم فرماتے تھے تمہارے پروردگار فرشتوں کو کہ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں تم ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ عزت عنایت ہونا قال اللہ تعالیٰ۔ ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہے عزت اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اور ایمان والوں کیلئے مراتب بلند ہونا قال اللہ تعالیٰ۔ يرفع الله الذين آمنوا منكم۔ یعنی اللہ مراتب بلند کریں گے ان لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے۔ دلوں میں اسکی محبت پیدا ہو جانا قال اللہ تعالیٰ۔ ان الذين آمنوا وعملوا الصلحت سيجعل لهم الرحمن ودا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے بہت جلد پیدا کر دیں گے اللہ تعالیٰ ان کی محبت اور ایک حدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں اول فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فلاں شخص سے محبت کرو پھر دنیا میں منادی کی جاتی ہے ثم يوضع له القبول في الارض یعنی مقرر کی جاتی ہے اسکے لئے قبولیت دنیا میں اسکی قبولیت کا یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ حیوانات و جمادات تک اس شخص کی اطاعت کرنے لگتے ہیں ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

قرآن مجید کا اس کے حق میں شفا ہونا۔ قال اللہ تعالیٰ قل هو للذين آمنوا هدى وشفاء۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ دیجئے کہ وہ قرآن ایمان والوں کیلئے ہدایت و شفا ہے اسی طرح ایمان سے تمام بھلائیاں اور نعمتیں میسر ہوتی ہیں۔ نصوص فضائل میں تتبع کرنے سے اس دعوے کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

..... طاعت کرنے سے مالی نقصان کا تدارک ہو جاتا ہے اور نعم البدل مل جاتا ہے قال اللہ تعالیٰ یا ایها النبي قل لمن في ايديكم من الاسرى ان يعلم الله في قلوبكم خيرا يؤتكم خيرا مما اخذ منكم ويغفر لكم والله غفور رحيم۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے ان قیدیوں سے جو آپ کے قبضہ میں ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان کریں گے تو جو مال تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عنایت کر دیں گے اور تمہارے گناہ بھی بخش دیں گے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے بڑے مہربان ہیں۔ یہ آیت بدر کے قیدیوں کے حق میں اتری جن سے بطور فدیہ کے کچھ مال لیا گیا تھا ان سے وعدہ ٹھیرا کہ اگر تم سچے دل سے ایمان لاؤ گے تو تم کو پہلے سے بہت زیادہ مل جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

..... طاعت میں مال خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے قال اللہ تعالیٰ۔ وما آتيتم من زكوة تريدون وجه الله فاولئك هم المضعفون۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو کچھ تم زکوٰۃ دیتے ہو جس سے محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے ہو پس یہ لوگ دونا کرنے والے ہیں یعنی مال کو دنیا میں اور اجر کو آخرت میں۔

..... طاعت کرنے سے قلب میں ایک راحت اور اطمینان پیدا ہو جاتا ہے جس کی لذت کے روبرو ہفت اقلیم کی دولت سلطنت گرد ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الا بذكر الله تطمئن القلوب۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل قال العارف الشیرازی رحمۃ اللہ علیہ ؎

بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے
بہ از آں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہاؤ ہوئے

ایک بزرگ نے سنجر بادشاہ ملک نیمروز کو اس کے خط کے جواب میں لکھا تھا ؎

چو چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد
در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم
زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر جنتی لوگ ایسے حال میں ہیں جس حال میں ہم ہیں تب وہ بڑے مزے دار عیش میں ہیں، دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ افسوس یہ غریب دنیا دار دنیا سے رخصت ہو گئے انہوں نے عیش دیکھا نہ مزا۔ تیسرے صاحب فرماتے ہیں کہ اگر بادشاہ ہماری لذت سے واقف ہو جاویں تو مارے رشک کے ہم پر تیغ زنی کرنے لگیں کبھی یہاں تک اس لذت کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

..... طاعت کی برکت سے اس شخص کی اولاد تک کو نفع پہنچتا ہے قال اللہ تعالیٰ فی قصۃ الخضر علیہ السلام واما الجدار فكان لغلامين يتيمين في المدينة وكان تحته كنز لهما وكان ابوهما صالحا فاراد ربك ان يبلغا اشدهما ويستخرجا كنزهما رحمة من ربك۔ حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے جو وہ دیوار بلا اجرت درست کر دی وہ یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں رہتے ہیں اور اس دیوار کے نیچے انکا ایک خزانہ گڑا ہے اور انکا باپ بزرگ آدمی تھا پس خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ یہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں یہ بوجہ مہربانی کے ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے، اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ان لڑکوں کے مال کی حفاظت کا حکم حضرت خضر علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا سبحان اللہ نیکو کاری کے آثار نسل میں بھی چلتے ہیں آج کل لوگ اولاد کیلئے طرح طرح کے سامان جائداد روپیہ وغیرہ وغیرہ چھوڑنے کی فکر کرتے ہیں، سب سے زیادہ کام کی جائداد یہ ہے کہ خود نیک کام کریں کہ اسکی برکت سے اولاد سب بلاؤں سے محفوظ رہے۔

(جزاء الاعمال)

(باقی آئندہ)

انسان حقیقی انسانیت کو سمجھے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

سیاسی اختلافات اور نظام سلطنت تو فرصت کی باتیں ہیں۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ حکومت اندرون حکومت خواہشات کی ہے۔ حکومت پر قبضہ خواہ کسی قوم یا پارٹی کا ہو اور خواہ کوئی صدر یا وزیر ہو مگر دراصل ہر جگہ نفس کا قبضہ اور خواہشات کا تسلط ہے۔ پہلے برطانیہ کے متعلق کہتے تھے کہ اس کی سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا، لیکن آج جس حکومت اور سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا وہ نفس کی ہوس اور من کی چاہت ہے۔

وقت کا فرمان یہ ہے کہ نفس کی خواہش پوری کی جائے، دل کی آگ بجھائی جائے، چاہے انسانوں کے خون کی نہریں بہتی ہوں، خواہ انسانوں کے اوپر ان کی لاشوں کو روندتے ہوئے گزرنا پڑے، خواہ قومیں اس راستہ پہ پامال ہو جائیں، خواہ ملک کے ملک ویران اور تباہ ہو جائیں۔

لیکن اس میں ذرا تعجب کی بات نہیں، سیکڑوں برس سے جو تعلیم انسانوں کو دی جا رہی ہے، خواہ وہ تعلیم گاہوں کے ذریعہ ہو یا سینماؤں کے ذریعہ، یا ادب و شاعری کے ذریعہ، جو ہر ملک اور ہر قوم میں رائج ہے، اس کا ماحصل یہی ہے کہ تم من کے راجہ اور نفس کے غلام ہو۔

دوستو! اس زمانے کے سارے انسانوں کی آبادیاں اس لحاظ سے ایک سطح پر ہیں اور اس کے خلاف کوئی آواز سنائی نہیں دیتی، ملکوں کے خلاف بغاوت کرنے والے بہت ہیں، چھوٹے چھوٹے مسئلوں کے لیے بھوک ہڑتال کرنے والے بہت ہیں، مقامی مسائل کے لیے جان کی بازی لگا دینے والے بہت ہیں۔ لیکن انسانیت کے لیے مرنے والے کتنے ہیں؟ کتنے ایسے ہیں جن کو حقیقی انسانیت کی فکر ہے؟ آج دنیا میں اگر کسی کو انسانیت کے انحطاط کا احساس بھی ہے تو اس میں یہ جرأت نہیں ہے کہ انسانیت کے لیے آواز اٹھائے، سارے کرۂ ارض میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو انسانیت کے لیے اپنی قربانی دے۔

پیغمبروں کی بے غرضی و بے نیازی

دراصل پیغمبروں کی ہی جرأت تھی خواہ وہ ابراہیمؑ ہوں یا موسیٰؑ، عیسیٰؑ ہوں یا محمدؐ (اللہ کا درود و سلام ہو ان پر) کہ انھوں نے ساری دنیا کو چیلنج کر کے انسانیت کے خلاف جو بغاوت جاری تھی اس سے روکا، ان کے سامنے دنیا کی لذتیں اور دولتیں لائی گئیں مگر انھوں نے سب کو ٹھکرا دیا، اور انسانیت کے درد میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا۔ اللہ کے برگزیدہ اور منتخب بندوں کی یہ جماعت، جس کو پیغمبروں کی جماعت کہا جاتا ہے، دنیا کو کچھ دینے کے لیے آئی تھی، دنیا سے کچھ لینے کے لیے نہیں آئی تھی، ان کی کوئی ذاتی غرض نہ تھی، انھوں نے دوسروں کے جینے کی خاطر اپنے کو مٹایا، انھوں نے دوسروں کی آبادی کی خاطر اپنے گھروں کو اجاڑا، انھوں نے دوسروں کی خوش حالی کے لیے اپنے متعلقین کو فقر و فاقہ میں مبتلا کیا، انھوں نے غیروں کو نفع پہنچایا اور اپنوں کو منافع سے محروم کیا۔ کیا دنیا کے رہنماؤں میں ایسی بے غرضی اور خلوص کی مثالیں مل سکتی ہیں؟ پیغمبروں نے اپنے اپنے زمانہ میں اپنی اپنی قوموں میں خلش پیدا کی اور ان کو محسوس کرایا کہ موجودہ زندگی خطرہ کی ہے، جو لوگ اطمینان کے عادی تھے اور میٹھی نیند سوئے تھے اور میٹھی نیند ہی سونا چاہتے تھے، انھوں نے پیغمبروں کی اس دعوت اور تنبیہ کے خلاف سخت احتجاج کیا اور بڑی شکایت کی کہ انھوں نے ہمارا عیش مکدر کر دیا اور ہماری نیند خراب کی۔ لیکن جو گھر میں آگ لگی ہوئی دیکھتا ہے وہ سونے والوں کی پروا نہیں کرتا اور اس کو کسی کی نیند پر ترس نہیں آتا۔ پیغمبر انسان کے حقیقی ہمدرد تھے، وہ دنیا کو خواب خرگوش سے بیدار کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے، دنیا کے گمراہ رہنماؤں اور نفس کے بندوں نے دنیا کو مارفیا (MORPHIA) کے انجکشن دے دیے اور اس کو تھپک تھپک کر سلایا، مگر پیغمبروں نے انسانوں کو جھنجھوڑا اور غفلت سے بیدار کیا۔ یہ چھوٹی چھوٹی جنگیں اور لڑائیاں دراصل اسی لیے ہوئیں کہ دنیا سے غفلت دور ہو اور دنیا پر جو تاریکی مسلط ہے وہ ختم ہو انسان حقیقی انسانیت کو سمجھے۔

پیغمبر اسلامؐ کی شخصیت

ہمارے سامنے سب سے زیادہ ممتاز اور سب سے زیادہ واضح اور روشن اور سب سے زیادہ بلند مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ اگر ہم اس حقیقت کا اظہار نہ کریں تو یہ ایک خیانت ہوگی، ہمارا ضمیر اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ان کے اس احسان کو نہ بتلائیں جو انھوں نے انسانیت پر کیا۔

جب دنیا میں ایک انسان یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اللہ ہی اس دنیا کو اکیلا چلا رہا ہے اور وہی بندگی اور اطاعت کا مستحق ہے، آپ نے اس حق کا اعلان کیا اور اس آواز کو بلند کیا کہ آج دنیا کے ہر حصے سے یہ آواز بلند ہو رہی ہے اور جب کوئی آواز سننے میں نہیں آتی تو یہی آواز کانوں میں آتی ہے۔ آج یہ آواز تمام دنیا میں پھیل گئی ہے۔

آپ کی تعلیم اور آپ نے جو کچھ دنیا کو عطا کیا، وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی اجارہ داری قائم نہیں ہو سکتی، جس طرح ہوا، پانی اور روشنی پر کسی کو اجارہ داری کا حق نہیں اور کوئی اس پر اپنی مہر اور اپنی چھاپ نہیں لگا سکتا، اسی طرح آنحضرتؐ کی تعلیمات ساری دنیا کا حق ہیں اور ہر شخص کا اس میں حصہ ہے، جو ان سے فائدہ اٹھانا چاہے۔ یہ دنیا کی تنگ نظری ہے کہ وہ ان حقوق کو کسی قوم یا ملک کی جاگیر سمجھے۔ دوستو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم محسن انسانیت تھے اور ساری انسانیت آپ کی ممنون ہے۔ دنیا میں جو کچھ عدل و انصاف اس وقت موجود ہے اور جن حقیقتوں کو اس وقت تسلیم کیا جا رہا ہے وہ سب آپؐ کا فیض ہے۔

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انھیں کی لگائی ہوئی ہے

دوستو! ہم اس موجودہ نظام زندگی کو چیلنج کرتے ہیں، ہم لوگوں سے ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ تم دنیا کو آج جتنا بلند سمجھتے ہو وہ اتنی ہی پست ہے۔ ہم صاف کہتے ہیں کہ دنیا تدریجی خودکشی کی طرف جا رہی ہے، یہ راستہ انسانیت کی تباہی کا راستہ ہے، میں مسجد سے سیدھا اسٹیج پر نہیں آیا بلکہ کتب خانوں کے راستے سے، مطالعہ کے راستے سے اور معلومات کے راستے سے آپ کے سامنے آیا ہوں، آپ میں سے کچھ لوگ یورپ کی دو ایک زبانیں جانتے ہوں گے، میں خود یورپ کو جانتا ہوں۔

تم انگریزی داں ہو، میں انگریز داں ہوں

میں سارے یورپ سے خم ٹھونک کر کہتا ہوں کہ تمہارا پورا نظام زندگی غلط ہے اور وہ انسانیت کو ہلاکت کی طرف لے جا رہا ہے، میرا دعویٰ ہے اور پورے استدلال اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ دنیا کی نجات پیغمبروں ہی کے راستہ میں ہے اور دنیا کے لیے اس وقت خدا کے یقین اس کے خوف، دوسری زندگی پر ایمان، اور پیغمبروں کی رسالت کے اقرار کے سوا کوئی چارہ نہیں، یہی ہماری دعوت ہے اور یہی ہماری جد و جہد کا مقصد ہے

ان کا جو فرض ہے وہ اہل سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

بقیہ: مغربی میڈیا

۸۔ واشنگٹن رپورٹ (ماہنامہ) یہ رسالہ ۱۹۸۲ء سے شائع ہو رہا ہے عام طور پر اس رسالہ میں امریکی شہریوں کو مشرق وسطیٰ اور امریکہ کے باہمی تعلقات کے متعلق متوازن رائے اور اہم دستاویزات سے باخبر کیا جاتا ہے۔ عام طور سے یہ رسالہ عرب مسائل سے ہمدردی رکھتا ہے یہ رسالہ امریکی وقف کی طرف سے شائع ہوتا ہے۔

۹۔ ورلڈ مانیٹر (ماہنامہ) روزنامہ کرسچین سائنس مانیٹر کے ادارے سے شائع ہوتا ہے۔

۱۰۔ میڈل ایسٹ انسائیٹ (دو ماہی) یہ رسالہ مشرق وسطیٰ، اسلامی تحریکوں، جماعتوں اور ان کی سرگرمیوں کے متعلق مغربی نقطۂ نظر سے مضامین شائع کرتا ہے۔ کبھی کبھی عربوں کے نقطۂ نظر کو بھی اپنے صفحات میں جگہ دیتا ہے۔ لیکن اسلامی امور سے متعلق اس رسالہ کی رائے کو ہم غیر جانبدارانہ نہیں کہہ سکتے۔

ان رسالوں اور ماہناموں کے علاوہ بھی دسیوں رسالے اور ماہنامے امریکہ سے شائع ہوتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

مغرب کا دوہرا پیمانہ

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدر شعبہ عربی ادب دارالعلوم ندوۃ العلماء
ترجمہ:— مقبول احمد ندوی گورکھپوری

آج طاغوتی طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک جھنڈے تلے جمع ہو چکی ہیں، اور اسلامی بیداری، اور دینی لہر کا قلع قمع کرنے اور اسے کمزور کرنے کے لیے مختلف، کارگر اور موثر وسائل و ذرائع اپنا رکھی ہیں، اور ان کافر طاقتوں میں سے کچھ تو اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے غیر معمولی طاقت و قوت اور سامان حرب کی بھی مالک ہیں۔ کفار و مشرکین کی یہ اسلام دشمنی عصر حاضر میں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی، بلکہ ان کی اسلام دشمنی اور عیاری و مکاری، اور دجل و فریب کا پردہ چاک ہو چکا ہے، وہ مسائل اور مشکلات کے حل کے لیے دوہرے پیمانے اپناتی ہیں۔ اگر مسائل اور مشکلات کا تعلق مسلمانوں سے ہوتا ہے تو اس کے لیے ان کے پاس مخصوص پیمانہ ہوتا ہے جسے وہ اس وقت استعمال کرنے سے گریز کرتی ہیں جب ان کا تعلق غیر مسلموں سے ہو۔ مثلاً اگر بوسنیا اور ہرزے گووینا کے مسلمانوں کی جگہ سربیائی مسیحی ہوتے، یا سربیائی مسیحیوں کی جگہ بوسنیا کے مظلوم و مقہور مسلمان ہوتے تو امریکا فوراً کیل کانٹے سے لیس ہو کر سابق یوگوسلاویہ کی سرزمین پر آدھمکتا، اور اس کی ٹڈی دل فوج مسئلہ کو چند دنوں میں چٹکیوں کے اندر حل کر دیتی جیسا کہ عراق کویت تنازعہ میں دیکھنے میں آیا۔ اور مثلاً صومالیہ اگر مسیحی علاقہ ہوتا اور وہاں کے باشندے مسیحی ہوتے تو امریکہ اپنی وہ فوجی طاقت کبھی بھی استعمال نہ کرتا جو آج صومال جنگی گروہوں کی بغاوتوں کو فرو کرنے میں استعمال کر رہا ہے بلکہ ٹال مٹول سے کام لیتا، اور مسئلہ کے حل کے لیے ہر ممکن سفارتی ذرائع کو اختیار کرتا۔

آج کی یہ کافر اور اسلام دشمن طاقتیں مسائل کے حل کرنے کے لیے فوجی طاقت کا سہارا اس وقت لیتی ہیں جب اس کا نشانہ مسلمان ہوں، یا ایسی قوم ہو جسے ان کی حمایت اور سرپرستی حاصل نہ ہو، اور سفارتی ذرائع اس وقت اختیار کرتی ہیں جب اس کا نشانہ ایسی قوم ہو جسے ان کی دوستی اور سرپرستی حاصل ہو۔

مثال کے طور پر "فنڈامنٹلزم" (FUNDAMENTALISM) اصول پرستی، بنیاد پرستی، رجعت پسندی دین پروری تمام بڑی طاقتوں کی ڈکشنری میں آج سب سے بڑا خطرہ اور سب سے بڑا فتنہ کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اس سے بڑی اور بری گالی یا تہمت نہیں ہو سکتی جو کسی جماعت اور کسی قوم کے سر تھوپی جا سکے۔ مگر یہی اصول پرستی اور دین پروری اس وقت کالعدم ہو جاتی ہے جب اس کا انطباق کسی ایسی جماعت اور کسی ایسے گروہ اور قوم پر ہو رہا ہو جو ان طاقتوں کے دوستوں کی فہرست میں آتی ہے۔ البتہ جب اس جرم کے مجرم مسلمان ہوں اس وقت یہ کار خیر ہر قسم کے زجر و توبیخ سخت و سست، طعن و تشنیع کا ہدف بن جاتا ہے۔ طرفہ تماشا یہ کہ اس وقت یہ طاقتیں اس الزام کی تحقیق و تفتیش، اور عدالتی کاروائی اور قانونی چارہ جوئی، اور بین اقوامی اصولوں کی رعایت کرنے اس کے عوامل اور محرکات اور وجہ جواز کے تلاش کرنے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں محسوس کرتیں۔

اسرائیل نے عربوں اور مسلمانوں کی مقدس سرزمین پر اپنی مملکت کی داغ بیل محض دینی تصورات کی بنیاد پر ڈالی، اور اس سلسلے میں اس نے عربوں کی جائیدادوں اور مسلمانوں کی زمینوں کو غصب کیا، اور ہر طرح کے ظلم و ناانصافی، جبر و تشدد، قتل و غارت گری، بربریت و سفاکی کو روا رکھا۔ ان تمام انسانیت سوز اسرائیلی کاروائیوں کو پوری دنیا نے کھلی آنکھوں دیکھا اور ایک آواز ہو کر اس کی مذمت کی اور اس ظلم و زیادتی کے لیے اسرائیل کو مجرم قرار دیا، لیکن یورپ اور مغرب کی بڑی طاقتوں نے جن میں امریکہ سرفہرست ہے، اس کا ذرہ برابر نوٹس نہ لیا، گویا ان کی نظر میں یہ کوئی زیادتی یہ ناانصافی اور جور و ظلم نہ تھا بلکہ عین انصاف کا تقاضا تھا۔ اب یہ مذہبی جانبداری، فرقہ وارانہ جھکاؤ، فنڈامنٹلزم اور اصول پرستی نہ رہی کیونکہ اس ظلم و سفاکی کا مرتکب خود اس کا چہیتا اور نوزائیدہ فرزند اسرائیل تھا۔ اور ہر اندھی محبت کا نتیجہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے اس میں اقدار اصول بدل جاتے ہیں، ساقی کا نظام میکدہ تبدیل ہو جاتا ہے، خصوصاً اس وقت معاملہ اور بھی دگرگوں اور سنگین ہو جاتا ہے جب حبیب ہی کے ہاتھوں میں اپنے محب کے اقتصادی گھوڑے کی لگام بھی ہو اور مزید برآں یہ کہ وہ اپنے میٹھے بول اور شیریں کلامی اور رس گھولتی چکنی چپڑی باتوں سے اس کی زبان پر تالہ بھی لگائے رہتا ہو۔ اسرائیل کے بالمقابل امریکہ اور دیگر یورپی ملکوں کا موقف اور رویہ بالکل ایسا ہی رہا ہے۔

لیکن بوسنیا اور ہرزے گووینا کی وہ سرزمین جہاں انسانی تاریخ کا بھیانک ترین جبر و تشدد، ظلم و ستم، خونخواری و بربریت کا ننگا شیطانی رقص ہو رہا ہے انسانی خون بے دردی سے بہایا جا رہا ہے، عصمتوں کو پامال کیا جا رہا ہے، اخلاقی قدریں قدموں تلے مسلی جا رہی ہیں، سیکولرزم کا گلا گھونٹا جا رہا ہے، آزادی و مساوات کا جنازہ نکالا جا رہا ہے، شرافت و آدمیت کی قبا نوچی جا رہی ہے۔ جہاں کے خونی مناظر، اور دل ہلا دینے والی آہ و بکا، چیخ و پکار، نالہ و فریاد نے دنیا کے تمام غیر جانبدار انصاف پسند، دانشوروں، صاحب ضمیر امن پسند ادیبوں، شاعروں اور خود مغربی و یورپی صحافیوں کو بھی جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ مگر اس کے باوجود ان مظلوموں کو عدل و انصاف کے دعویداروں اور امن عالم کے ٹھیکیداروں کی بارگاہ سے کیا ملا؟ صرف کھوکھلی بے اثر، ساکت و جامد، بے جان، صلح پسندانہ قراردادیں، تجاویز یا ایسی جانبدارانہ سفارتی سرگرمیاں جس کا پلڑا کسی ایک فریق کے حق میں جھکا ہوا ہو، اور ظاہر بات ہے کہ وہ خوش قسمت فریق ان کے منظور نظر کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟

اس طرح مغرب کی مادہ پرور، ملحد، بے دین، انانیت پسند، مطلب پرست نصرانی طاقتوں کی قلعی کھل چکی ہے، اور ان تمام بلند بانگ دعووں، نعروں اور پروپیگنڈوں سے بھی نقاب اٹھ چکا ہے، اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان کی یہ تمام نعرہ بازی صرف اپنے مفادات کی روٹیاں سینکنے کا ایندھن ہیں، اور اپنے ذاتی مفاد اور اغراض کے حصول کا ذریعہ اور بد قسمتی سے بے چاری مشرقی اور مسلمان قومیں ان نعروں اور دعووں پر آنکھ بند کر کے یقین بھی رکھتی ہیں، اور یہ تصور کرتی ہیں کہ ان پروپیگنڈوں اور نعروں کا اصل محرک اور عامل عدل و انصاف کا قیام، نیکی و ہمدردی کی سربلندی ہے۔ اور یہ کہ یہ نہایت مقدس اور شریفانہ، مخلصانہ انسانی خدمات اور کاروائیاں ہیں۔ کیونکہ یہ مغربی طاقتیں مسیحیت کے اس اصول پر ایمان لاتی ہیں کہ "اگر کوئی شخص تمہارے داہنے رخسار پر ایک تھپڑ رسید کرے تو اپنا بایاں رخسار بھی اس کے سامنے کر دو تاکہ وہ آسانی سے اس پر بھی ایک تھپڑ لگا سکے"۔ لیکن اس کے ساتھ مشرقی اور مسلمان قومیں یہ بھی اچھی طرح جانتی ہیں کہ وہ نصرانی، کینہ پرور طاقتیں جن کے ہاتھوں میں عالمی قیادت و سیاست کی باگ ڈور ہے ان کا یہ سنہرا اصول صرف غیر مسیحیوں کے لیے ہے، غیر مسیحی اگر چاہے تو ایسا کر سکتا ہے، رہ گیا مسیحیوں او عیسائیوں کا مسئلہ تو ان کے لیے صرف اس زریں اصول کی تبلیغ و ترویج اور غیر مسیحیوں پر اس کی تنفیذ و تطبیق کافی ہے۔ ورنہ اس کا مطلب کیا ہے کہ "سربیا" کے عیسائی وحشی درندے اور "کروشیا" کے خونخوار عیسائی بھیڑیے مجبور و لاچار اور نہتے مسلمانوں پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑ رہے ہیں، برسرعام ناموس انسانیت کے پرخچے اڑا رہے ہیں، اقوام متحدہ کے دستوروں اور اس کی قراردادوں و تجاویزوں کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اس کے باوجود معاملہ "تبلیغ محض" اور "وعظ بے اثر" سے آگے نہ بڑھ سکا۔

اس کے برخلاف اگر کسی مشرقی ملک یا اسلامی حکومت میں معمولی سی زیادتی یا ناانصافی ہو جاتی ہے تو انھیں مغربی طاقتوں کے بڑے بڑے جنگی بیڑے اور بحار جہاز، اور [illegible] ظالم کی سرکوبی کرنے کے لیے فوراً حرکت میں آجاتے ہیں۔ اور دیکھتے دیکھتے معصوم عوام کی سرزمین پر بموں اور راکٹوں اور آتشیں گولوں کی بارش کر دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی کاروائیاں اور حرکتیں خود بھی عدل

والنصاف، آزادی و مساوات، جمہوریت و سیکولرزم کی خلاف ورزی ہیں، اور وہی فرقہ وارانہ عصبیت، اور کھلی ہوئی بنیاد پرستی اور اصول پسندی ہے جسے وہ ظالم و دغاباز اور قہرمان طاقتیں مسلم جماعتوں پر ہر ملک میں چسپاں کرتی رہتی ہیں۔ مسلمان جب جلاوطن فلسطینیوں کی وطن واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں تو اسے اصول پرستی کا نام دیا جاتا ہے، لیکن خود ان کی جلاوطنی کو اصول پرستی قرار نہیں دیا جاتا۔ اگر مسلمان نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر ارکان اسلام، اعمال و عبادات کا اسلامی احکام کی روشنی میں التزام کرتے ہیں اور اپنے دیگر اسلامی بھائیوں کو اس کی تلقین کرتے ہیں، انھیں دعوت دیتے ہیں تو یہ اصول پرستی ہے۔

لیکن ایک مذہبی، دہشت گرد، عیار مکار، فریب کار گروہ دوسرے گروہ کی زمین کو اس بنیاد پر غصب کر رہا ہے کہ وہ کبھی زمانہ ماضی میں اس کا وطن رہا ہے، اور اس پر قبضہ جمانے کے لیے ہر طرح کی عسکری قوت کا استعمال بھی کر رہا ہے تو یہ اصول پرستی نہیں ہے۔

اسی طرح دنیا کی تمام کافر و مشرک طاقتیں مغرب کے اس اسلوب اور طریقۂ کار کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہی ہیں۔ چنانچہ خود ہندوستان کی دہشت گرد، فرقہ پرست، اور تشدد پسند تنظیموں نے ایک ایسی تاریخی، اور تہذیبی بابری مسجد کو منہدم اور مسمار کر دیا جس پر صدیاں گذر چکی ہیں، نیز اس کے مسجد ہونے کی شہادت خود ہندوستان کی قدیم تاریخ کے اوراق بھی دیتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں نے جب اس کے خلاف مظاہرہ کیا تو انھیں اس کا خمیازہ زبردست تباہ کن، بھیانک فسادات کی شکل میں بھگتنا پڑا، جس میں ان کی املاک جائیداد اور تجارت و صنعت اور روزگار کو سخت دھچکا لگا۔ مگر اس کے برخلاف مسجد کو منہدم اور مسمار کرنے والے سڑکوں پر آزادانہ دندناتے پھر رہے ہیں انہایت چین و سکون کی زندگی گزار رہے ہیں، ان سے کوئی بھی باز پرس کرنے والا نہیں نہ ہی انھیں ہلکی سی خراش آئی۔ سوائے اس کے کہ میڈیا اور اخبارات نے کبھی کبھار ایک دو بیانات اور بحث جیسی نثر یا شائع کر دیں۔ اور سونے پر سہاگا یہ کہ انا مسلمانوں سے یہ مطالبہ بھی کیا جا رہا ہے

کہ وہ حالات سے سمجھوتہ کریں، حقائق کو تسلیم کر لیں، کیونکہ کسی بھی اخلاقی مسئلہ سے نمٹنے کا یہی واحد اور کامیاب راستہ ہے، اور وہ راستہ یہی ہے کہ اقلیت اکثریت کے حقوق اور بالادستی کے سامنے سر تسلیم خم کر دے، اس کی خواہشات اور جذبات کا احترام کرے اس کے مقاصد، اور مفادات کے حصول میں تعاون کرے، اگر مسلم اقلیت نے ایسا نہ کیا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اصول پرستی کی راہ پر گامزن اور دہشت گردی اور مذہبی استبداد کے طریقۂ کار پر کاربند ہے۔ اور اس کے صلہ میں مسلمانوں کو اصول پرستی کا شاندار تمغہ ملتا ہے، دین پروری، بنیاد پرستی کے مہذب القاب سے نوازا جائے گا، حد یہ ہے کہ اس سلسلے میں وہ متزلزل اور مذبذب عقائد کے حامل مسلم قلم کار اور صحافی بھی ملوث نظر آتے ہیں جنھیں ملک کی اقتصادی اور سیاسی طاقتیں کٹھ پتلی کی طرح چشم و ابرو کے اشارہ پر نچاتی رہتی ہیں۔

اسی طرح ان اسلامی ملکوں کی حالت بھی ان مغربی ملکوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے جن کے بارے میں ہم یہ آس لگائے بیٹھے ہیں کہ وہ حق کی حمایت اور ظلم کا خاتمہ کریں گے کیونکہ یہ حق کی حمایت اور ظلم کا خاتمہ کرنے کے بجائے وہی راگ الاپیں گے جس کی تلقین مغرب کے استعماری، ملحد، بے دین، مسیحی طاقتیں کرتی ہیں۔ چنانچہ یہ اسلامی ممالک بھی اپنے مغربی آقاؤں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، اسلام پسندوں اور دیندار مسلمانوں کو اصول پرست، بنیاد پرست، جیسے سنگین الزامات لگاتے رہتے ہیں۔ دوسری طرف اس ظالمانہ، متعصبانہ، ہٹ دھرم اصول پرستی پر پردہ بھی ڈالتے ہیں جو ان مغربی، سامراجی طاقتوں کے حامیوں اور ان کے جھنڈے تلے جمع ہونے والوں کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ — فالی اللّٰہ المشتکی

نعت

مولانا محمد احمد پرتاپ گڈھی رحمۃ اللہ علیہ

خدا کو وہی لوگ پائے ہوئے ہیں — محمدؐ سے جو دل لگائے ہوئے ہیں!
وہ دل میں ہمارے سمائے ہوئے ہیں — ہم اللہ سے لو لگائے ہوئے ہیں
ہمیں تو ہے اللہ سے صرف مطلب — ہم اوروں کو دل سے بھلائے ہوئے ہیں
نظر ہی نہیں غیر آئے گا اس کو — وہ آنکھوں میں جس کے سمائے ہوئے ہیں
کسی اور کا ہوش ہو مجھ کو کیوں کر — وہ ہر آن جب مجھ پہ چھائے ہوئے ہیں
مقدر نہ کیوں عرش پر اپنا دیکھوں — وہ خود جب مرے دل میں آئے ہوئے ہیں
عجب لطف و لذت ہے اللہ اکبر — تری یاد دل میں جمائے ہوئے ہیں
کہاں ہم کہاں یاد تیری الٰہی — کرم ہی سے دولت یہ پائے ہوئے ہیں
نہیں ہے فرشتوں کو اس کی خبر کچھ — کہ جو چوٹ ہم دل پہ کھائے ہوئے ہیں
لٹائیں نہ کیوں جان اور مال اپنا — حلاوت جو ایماں کی پائے ہوئے ہیں
نثار ان پہ ہو دین و دنیا کی دولت — محبت کے جو تیر کھائے ہوئے ہیں
وہی تو ہیں اللہ کے خاص بندے — جو ہستی کو اپنی مٹائے ہوئے ہیں
جھکائیں گے ہرگز نہیں سر کہیں بھی — ترے در پہ جو سر جھکائے ہوئے ہیں
خدا ان کو شاد اور آباد رکھے — جو محفل کو ان کی سجائے ہوئے ہیں
خدا کو وہ بندے بہت ہی ہیں پیارے — جو سینے سے قرآں لگائے ہوئے ہیں
نہ کیوں ناز قسمت پہ اپنی کریں ہم — محمدؐ سا آقا جو پائے ہوئے ہیں
فدا اس پہ ہو جاؤ تم جان و دل سے — محمدؐ جو فرمان لائے ہوئے ہیں
وہ عالم کے رحمت ہیں رحمت کے عالم — کہ ایمان ہم جن پہ لائے ہوئے ہیں
غلامان احمدؐ کا کیا پوچھنا ہے — وہ دوزخ کو جنت بنائے ہوئے ہیں
چلو دوستو! دل کریں اپنا روشن — وہ شمع محبت جلائے ہوئے ہیں
نہیں بھول کر یہ کبھی ہم نے سوچا — کہ دنیا میں کیوں آہ آئے ہوئے ہیں
جو آئے تھے ہم قول کر کے خدا سے — وہ دنیا میں ہم سب بھلائے ہوئے ہیں
نہیں ہائے اللہ سے کچھ تعلق — سب اغیار سے دل لگائے ہوئے ہیں
خطا کر معاف اپنی رحمت سے یارب — گنہگار سب در پہ آئے ہوئے ہیں
گنہگار ہیں ہم، خطاکار ہیں ہم — مگر آس تجھ سے لگائے ہوئے ہیں

محمدؐ پہ احمد فدا ہو چکے ہیں
یہ انعام مالک سے پائے ہوئے ہیں

تعمیر حیات کا سالانہ زر تعاون

الحمد للہ۔ تعمیر حیات تمام مشکلات و دشواریوں کے باوجود وقت پر شائع ہوتا رہا، انشاء اللہ شائع ہوتا رہے گا۔

اس سے قبل ۲۵ر اپریل ۹۳ء کے شمارے میں صفحہ ۱۳ پر تعمیر حیات کے سالانہ زر تعاون کے اضافہ کے بارے میں قارئین تعمیر حیات سے رائے طلب کی گئی تھی جو تائید میں رہی۔ ۱۹۸۹ء سے تعمیر حیات کی فیس میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا تھا جب کہ کاغذ، کتابت و طباعت کی گرانی بہت بڑھ چکی ہے لہٰذا مجبوراً سالانہ زر تعاون مبلغ -/70 روپیہ فی شمارہ -/3 روپیہ کا اضافہ ۲۵ر ستمبر ۱۹۹۳ء کے شمارے سے کیا جا رہا ہے امید ہے کہ ہمارے قارئین کرام اپنی دلچسپی باقی رکھتے ہوئے توسیع اشاعت میں حصہ لیں گے۔ ایجنسیوں کو فی شمارہ -/3 روپیہ کے حساب سے دیا جائے گا۔ کمیشن سابقہ ہی رہے گا۔ اشتہارات کی شرح کے اضافہ کا پہلے ہی اعلان کیا جا چکا ہے یعنی -/20 روپیہ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر متعین ہے۔

مینجر

بقیہ: مطالعہ کی میز پر

اس کے باوجود ان کی شاعری فطری جذبہ، اور وہبی صلاحیت کا ایک حسین قوس قزح اور دلکش انعکاس ہے۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ فنی نقطۂ نظر سے بعض شعر غیر موزوں قرار دیے جائیں۔ یا الفاظ کے انتخاب میں کہیں تسامح ہوا ہو لیکن ان کے ... خیال کے ... و صیقل ... وجلا بخشتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاعر شباب کی امنگوں میں زندگی کی نبض کو کبھی فراموش نہیں کرتا ... کی طرح ... اور اس کی ضرورتوں کا اسے بھرپور ادراک ہے۔

عالم اسلام

یہ ہے اسلام پسندوں کی دہشت گردی کی حقیقت

نشانِ جور و جفا کو کہاں چھپاؤ گے۔ جہاں پہ آگ لگی ہے وہاں دھواں ہوگا

نذر الحفیظ ندوی ازہری

گوئبلز نے کہا تھا کہ جھوٹ اتنی بار بولو کہ وہ سچ ہو جائے، آج کا مغربی میڈیا اسی زریں ہدایت پر عمل پیرا ہے جیسا کہ ابھی حال ہی میں ایک مصری محقق نے اپنے ڈاکٹریٹ کے تھیسس میں ثابت کیا ہے۔ محمود عبدالعاطی کے ڈاکٹریٹ کے مقالہ کا موضوع ہے "غیر ملکی ریڈیو کے عربی پروگرام کے آئینہ میں اسلامی دنیا کی تصویر"۔ اس محقق نے ۱۹۸۸ء اور ۱۹۸۹ء کے درمیان وائس آف امریکہ، بی، بی، سی، ریڈیو اسرائیل اور ماسکو ریڈیو سے عربی زبان میں نشر ہونے والے پروگراموں کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عام طور سے ان ریڈیو اسٹیشنوں سے عالم عربی کے متعلق سلبی خبریں زیادہ نشر کی جاتی ہیں، ان منفی خبروں کا تناسب اس طرح ہے۔ بی، بی، سی ۶۶ر۴۶ بر وائس آف امریکہ ۷۹ر۵۲ بر ریڈیو اسرائیل ۶۷ر۴۷ بر ماسکو ریڈیو ۳۰ر۱۶ بر۔

اس تھیسس میں جو معلومات دی گئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں کے علاوہ بیتالیس ریڈیو اسٹیشنوں سے عربی کے ذریعہ عالم عربی سے اٹھائیس زبان اور اٹھائیس لہجہ میں خطاب کیا جاتا ہے۔ ان ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر ہونے والے پروگراموں میں فلسطینیوں، سوڈانیوں کے ساتھ لیبیا، عراق، لبنان اور شام کی شخصیتوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے، دوسری طرف دینی عناصر کو رجعت پرست، تشدد پسند، اور تہذیب و ترقی کے لیے ان کا وجود خطرہ قرار دیا جاتا ہے، اور یہ کہ اگر مغربی دنیا کو کسی سے حقیقی خطرہ ہو سکتا ہے تو وہ دیندار عناصر ہیں، عرب قوم تعیش پسند ہیں، تاریک خیال ہیں، شراب، جوا اور جنس ہی ان کا مشغلہ ہے۔ اس کے برعکس یہودی اور عیسائی مہذب ہیں، اسرائیلی حکومت جمہوری ستونوں پر قائم ہے جب کہ عالم عربی کی حکومتوں کا نظام فوجی ڈکٹیٹرشپ پر قائم ہے۔ یہ نغمے

مغربی میڈیا شب و روز اتنی مرتبہ مختلف زاویوں سے سناتا اور دکھاتا ہے کہ جھوٹ سچ ہو جاتا ہے اور اچھے خاصے پڑھے لکھے دیندار لوگ بھی اس مسلسل جھوٹ کو سچ سمجھ کر دیندار عناصر کو تشدد پسند کہنے اور ان سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ ہم ہندوستانی مسلمان عالم عربی کے متعلق وہی خبریں پڑھتے ہیں جو مغربی خبر رساں ایجنسیاں پوری دنیا میں پھیلاتی ہیں اور ہندوستانی و پاکستانی اخبارات و رسائل ان یہودی تاجروں سے وہی خبریں خرید کر شائع کرتے ہیں۔ براہ راست غیر سرکاری عربی اخبارات و رسائل کا اگر ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ایسی حقیقتوں کا انکشاف ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ چند مثالوں سے آپ اس کا اندازہ آسانی سے لگا سکتے ہیں۔

نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں جو دھماکہ ہوا تھا اس کے متعلق مغربی میڈیا نے یہ خبر پوری دنیا کو دی کہ مسلم دہشت گردوں سے امریکہ ہی نہیں پوری مہذب دنیا کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ مختلف زاویوں سے یہ خبر ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات میں آتی رہی اور اس کا سلسلہ برابر جاری ہے، ان تمام خبروں کی تان اس پر ٹوٹتی ہے کہ مسلم انتہا پسندوں نے یہ دھماکہ کیا ہے، اس کے برعکس عرب اخبارات و رسائل نے اپنے ذرائع سے بھی اور امریکی اخبارات کے حوالے سے بھی یہ اطلاع شائع کی کہ اس دھماکے کی منصوبہ بندی اسرائیلی خفیہ تنظیم موساد اور سی آئی اے نے کی تھی مقصد یہ تھا کہ اس دھماکہ کو بنیاد بنا کر امریکہ میں مقیم مسلمانوں کو دیس نکالا دیا جائے کہ ان مسلمانوں کی تعداد میں حیرت انگیز اضافہ ہو رہا ہے، بکثرت لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں، بڑے بڑے مجرم اور قاتل اسلام کے سائے تلے آ رہے ہیں، نئی نسل سکون کی تلاش میں اسلام کو اپنا رہی ہے، دوسری طرف عالم اسلام کا ذہین ترین طبقہ امریکہ میں جمع ہو گیا ہے جو اپنی غیر معمولی ذہانت اور محنت سے اعلیٰ عہدوں اور تجارت کے میدانوں میں آگے بڑھ رہا ہے۔ مختلف اسلامی تنظیمیں اسلامی بیداری کے لیے کام کر رہی ہیں۔ دعوتی میدانوں میں امریکن نژاد مسلمان نوجوان غیر معمولی جوش و جذبہ سے کام کر رہے ہیں، اسلامی مدارس میں تربیت اور تعلیم کے لیے امریکی مسلمانوں کے بچے داخل ہو رہے ہیں۔ یہ ساری سرگرمیاں فنڈ منٹلسٹوں کی ہیں جو مغرب کے لیے خطرہ بن گئے ہیں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے دھماکے کے متعلق موساد کے ایک سابق ایجنٹ وکٹر اسٹروسکی نے امریکی اخبارات کو یہ بیان دیا کہ اس منصوبے کے پس پردہ موساد کی تنظیم ہے، اسرائیلی وزیر اعظم اسحاق رابین نے اس منصوبے کی منظوری دی تھی مقصد یہ تھا کہ اسرائیل نے جن فلسطینی باشندوں کو ملک سے نکال دیا ہے اور پوری دنیا کی نظریں اس قضیہ پر مرکوز ہیں۔ اس طرف سے میڈیا کی نظریں ہٹ جائیں اور امریکہ میں بسنے والے مسلمانوں کے خلاف امریکیوں کا ذہن تیار کیا جائے۔ اس ایجنٹ نے گذشتہ سال ایک کتاب لکھی تھی جس میں اس نے اس طرح کے منصوبوں کی طرف اشارے کیے تھے۔ یہ واقعہ بھی ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے حادثے کے بعد پوری دنیا جلاوطن فلسطینیوں کو بھول کر "تشدد پسند دینداروں" میں کھو گئی۔

مصر و اسرائیل کے درمیان صلح کی مخالفت نہ صرف مصری عوام و خواص نے کی تھی بلکہ تمام عرب ملکوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا تھا۔ اخبارات و رسائل اور دینی تنظیموں نے پیشین گوئی کی تھی کہ اسرائیل سے تعلقات سے مصر کو اخلاقی اور مادی خسارے ہوں گے اور بڑے پیمانے پر خون ریزی ہوگی اور عرب دنیا ہی کو نہیں پورے عالم اسلام کو لامتناہی سازشوں اور خون ریز معرکہ آرائیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن مغربی دباؤ کے آگے سادات نے ہتھیار ڈال دیے اور کیمپ ڈیوڈ سمجھوتہ عمل میں آ گیا۔ آج اس معاہدہ پر چودہ سال گذر رہے ہیں۔ اس طویل عرصہ میں مصر کو قیمتی جانوں سے ہاتھ تو دھونا ہی پڑا بڑے پیمانے پر مصری معاشرے کو مہلک اخلاقی امراض اور اقتصادی و معاشی بربادی کا بھی سامنا کرنا پڑا اور یہ سلسلہ برابر بڑھتا جا رہا ہے۔

اب ان خبروں کو ملاحظہ فرمائیے جو مصر کے سرکاری اخبارات کے علاوہ کویت و سعودی عرب کی میڈیا نے شائع کیے ہیں۔

اس سال فروری کے آخری ہفتہ میں پورے مصر میں اس وقت زبردست کھلبلی مچ گئی جب مصری صدر حسنی مبارک کے قریب ترین معاون اور خصوصی مشیر سابق مصری وزیر دفاع فیلڈ مارشل عبدالحلیم ابو غزالہ اپنے عہدے سے اس لیے مستعفی ہو گئے کہ ان کا نام ایک بڑے جنسی اور جاسوسی اسکینڈل سے ملوث ہو گیا تھا۔ تفصیل اس طرح ہے کہ مصر کے دو مشہور اداکار سادن (؟) اور بلیہ کی بہن تیس سالہ لوسی کو جاسوسی کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ جب تحقیقات کی گئیں تو معلوم ہوا کہ لوسی یونانی شہریت کے ساتھ مصری شہریت بھی رکھتی ہے۔ اپنی دونوں اداکار بہنوں کی شہرت اور تعلقات کے ساتھ اس نے اپنے غیر معمولی حسن و شباب کا بھی فائدہ اٹھایا۔ وہ اسرائیلی خفیہ تنظیم موساد کی ایجنٹ تھی اس نے اگرچہ ایک مصری عیسائی کروڑپتی تاجر سے شادی کر لی تھی، لیکن طلاق کے بعد نان نفقہ حاصل کرنے کے سلسلے میں لوسی کے تعلقات مصری وزارت داخلہ کے چوٹی کے افسروں سے ہو گئے، اس نے مصری خفیہ پولیس کے اعلیٰ حکام اور کرائم بیورو کے سربراہ کے علاوہ ابو غزالہ سے بھی جنسی تعلقات پیدا کیے، اور بڑی مہارت سے لوسی نے موساد کی پلاننگ کے مطابق مصری پولیس افسران کو اسوان، قنا، نجع حمادی اور اسیوط شہروں کے علاوہ قاہرہ جیسے مرکزی شہر میں دیندار عناصر کے جسمانی تصفیہ اور خوں ریز مڈبھیڑ کے لیے استعمال کیا۔ طریقہ یہ اختیار کیا گیا کہ موساد کے ماہر قاتل دستے غیر ملکی سیاحوں اور مصری وزراء پر بڑی مہارت سے گھات لگا کر حملے کرتے اور غائب ہو جاتے، لیکن نظروں سے اوجھل ہونے سے قبل بعض تحریریں مصری جماعت اسلامی کی طرف سے ایسی چھوڑ جاتے جس میں اس طرح کے حملوں کی ذمہ داری کو قبول کیا جاتا۔ لوسی یہ کام آٹھ سال سے انجام دے رہی تھی اور مصری پولیس اور مصری میڈیا دیندار عناصر کے تشدد پسند اور دہشت گرد کے خلاف زبردست ... کر ...

مصری سیاحوں نے ان واقعات کو مزید مرچ لگا کر پوری دنیا تک پہنچا دیا۔ موسی کے ساتھ جو تحقیقات کی گئیں ان کے انکشافات سے مصری وزیر داخلہ عبدالحلیم موسی بھی متاثر ہوئے ان کو بھی اپنے عہدے سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اسی کے ساتھ وزارت داخلہ کے بعض اعلیٰ افسران خصوصاً کرائم بیورو کے چوٹی کے افسروں کو معزول کرکے مزید تحقیقات کا حکم دے دیا گیا۔ ان افسران کے خلاف جنسی اور مالی رشوتیں قبول کرنے کا الزام لگایا ہے۔ اسرائیل کے لیے جاسوسی کرنے کا نہیں اور نہ ہی ناحق دیندار عناصر کو قتل کرنے کا۔

دوسری خبر اسکندریہ سے آئی ہے کہ مصری پولیس نے چار غیر ملکیوں کو شبہ کی بنا پر روک کر جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ دو اسرائیلی سفارت خانہ کے ڈپلومیٹ ہیں، دو سیاح ہیں جن کے پاسپورٹ جعلی ہیں ان چاروں نے اس کا اعتراف کیا کہ انھوں نے ان مقامات پر دھماکہ خیز مادے چھپا رکھے ہیں جہاں بڑی تعداد میں جمعہ اور اتوار کو ساحل سمندر پر مصری غسل کرنے آیا کرتے ہیں۔ مصری پولیس نے نشاندہی پر ان دھماکہ خیز اشیاء کو برآمد بھی کرلیا۔ تحقیقات سے پتہ چلا کہ یہ سامان سفارتی تھیلوں میں اسرائیل سے لائے گئے تھے۔ دھماکہ کی جگہوں پر رکیک عربی زبان میں یہ تحریر بھی تھی کہ مصر میں چونکہ موجودہ حکومت عریانیت اور فحاشی و بے حیائی کی سرپرستی کررہی ہے ہمارا مذہب اسلام نیم برہنہ ہوکر نہانے کی اجازت نہیں دیتا اس لیے ہم ان ننگوں اور بدکاروں کے خلاف اپنی کارروائی کررہے ہیں۔ اس فاسق حکومت کے خلاف ہماری جنگ جاری رہے گی۔ یہ تحریر اگرچہ بہت ہی رکیک اور کمزور عربی میں تھی لیکن اس کی طباعت بہت شاندار کاغذ پر تھی۔ تحریر کے آخر میں اسکندریہ یونیورسٹی کے اسلام پسند نوجوانوں کے نام تھے۔

۲۶ر مارچ ۱۹۷۹ء کو مصر و اسرائیل کے درمیان کیمپ ڈیوڈ معاہدہ طے پایا تھا۔ اس کے ٹھیک ایک سال بعد ۱۹۸۰ء کو دونوں ملکوں کے درمیان ثقافتی معاہدے ہوئے۔ اس معاہدہ میں یہ بات بھی طے تھی کہ اسرائیل مصر میں اپنا ایک تحقیقی مرکز کھولے گا۔ جس میں دونوں ملکوں کے درمیان علمی تحقیقات کی نگرانی کی جائے گی۔ لیکن عملاً اس تحقیقاتی مرکز کو مصر میں جاسوسی کا اڈہ بنا دیا گیا۔

اس مرکز نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اسرائیلی تعلیم گاہوں میں ثقافتی تبادلہ کے منصوبے کے مطابق گرانقدر معاوضے پر لیکچر دینے اور ہزاروں ڈالر اسکالرشپ پر مصری عیسائی اساتذہ اور طلبہ اور طالبات کو اسرائیل جانے پر آمادہ کرلیا گیا، زراعت، صنعت اور سائنس وٹکنالوجی کے میدانوں میں نام نہاد تحقیقاتی کاموں کے لیے ذہین ترین عیسائی طبقہ کا انتخاب کیا گیا، دوسری طرف اسرائیلی ایجنٹ اساتذہ کے بھیس میں مصری دانشگاہوں اور مختلف شہری و سماجی اداروں میں داخل ہوگئے۔

تیسری طرف معاہدہ کے بعد ہی بڑے پیمانے پر اسرائیل سے سیاح مصر آنے لگے۔ اتنی بڑی تعداد کو دیکھ مصری خفیہ پولیس چوکنا ہوگئی، اس نے جلد ہی سراغ لگا لیا کہ سیاحوں کے بھیس میں یہ اسرائیلی جاسوس ہیں جو بڑے پیمانے پر مصر سے متعلق فوجی اور زرعی معلومات جمع کررہے ہیں۔ اسی پر یہ مہمان سیاح اکتفا نہیں کررہے ہیں بلکہ مہلک وبائی امراض ایڈز اور جنسی بیماریاں بھی منصوبے کے مطابق مصری معاشرے میں پھیلا رہے ہیں۔

اگست ۱۹۸۵ء میں مصری خفیہ پولیس نے طویل تحقیقات کے بعد یہ انکشاف کیا کہ اسرائیل کے تحقیقاتی مرکز میں اسرائیلی سفارت خانہ کے فوجی اتاشی کی نگرانی و سرپرستی میں مصر کے خلاف جاسوسی کی مہم چلائی جارہی ہے، اسرائیلی سفارت خانہ کی عمارت میں انتہائی خفیہ اور جدید ترین طاقتور ٹرانسمیٹر نصب ہے جس کے ذریعہ تل ابیب کو روزانہ خفیہ رپورٹ ارسال کی جاتی ہے۔ اس جاسوسی میں اسرائیلی سفارت کاروں کے علاوہ امریکی امدادی کارپوریشن کے اہل کار بھی ملوث تھے۔ جولائی ۱۹۸۶ء میں مصری وزارت خارجہ نے تل ابیب سے مطالبہ کیا کہ وہ اکیڈمی کے صدر کو واپس بلالے اس کے بعد ۱۹۹۰ء میں اس اکیڈمی کے مزید تین ارکان کو جاسوسی کے الزام میں واپس وطن بلانے کا مطالبہ کیا گیا۔ ان تینوں سفارت کاروں کے متعلق یہ انکشاف ہوا کہ یہ تینوں مصری زبان بڑی روانی سے بولتے ہیں اور گھومنے پھرنے کی ان کو جو آزادی دی گئی ہے اس سے فائدہ اٹھا کر مصر کے فوجی راز اسرائیل بھیج دیتے ہیں۔

اسی سال جنوری ۱۹۹۳ء میں مصری خفیہ پولیس نے قاہرہ کے ایک بڑے ہوٹل میں اسرائیلی جاسوسی کے بڑے مرکز کا سراغ لگایا۔ تحقیقات سے پتہ چلا کہ پورے مصر میں سیاحوں کے بھیس میں پھیلے ہوئے موساد کے ایجنٹ خفیہ معلومات جمع کرکے ہوٹل آتے ہیں، یہاں سے یہ معلومات مائیکروفلم کے ذریعہ تل ابیب بھیج دی جاتی ہیں۔ اسی دوران شرم الشیخ میں مصری پولیس نے چار جاسوسوں کو گرفتار کیا جن کے پاس جعلی برطانوی پاسپورٹ تھے۔ ان کے قبضے سے سات دستاویزیں دستیاب ہوئیں ان میں خفیہ کوڈ درج تھے۔ اس کے علاوہ انیس مائیکروفلم تھے جن میں مصر کی فوجی تنصیبات سے متعلق بہت اہم اور خفیہ راز تھے۔

جاسوسی کے ان واقعات کے علاوہ مصری پولیس نے مصراتی نامی ایک خطرناک ایجنٹ کو گرفتار کیا اس کے ساتھ اس کا لڑکا اور لڑکی بھی گرفتار ہوئے۔ ان پر یہ الزام تھا کہ قاہرہ کے اخلاقی مریض نوجوانوں کو ایڈز کی بیماری منتقل کررہے تھے شراب اور شباب کے ساتھ ساتھ انجکشن کے ذریعہ متعدی بیماریوں کے جراثیم ان کے خون میں منتقل کرنے کا کام کرتے تھے۔ یہودی حسیناؤں کی ایک پوری ٹیم بھی گرفتار کی گئی لیکن امریکی سفارت خانہ کے خصوصی مداخلت پر یہ تمام مجرم رہا ہوکر اسرائیل پہنچا دیے گئے جہاں ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔

اب بیت القصید یہ بھی پڑھ لیجئے جس میں ایک مصری افسر کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ مصر کی خفیہ پولیس (مباحث امن الدولۃ) نے مصر میں ہونے والے سولہ دھماکوں اور غیر ملکی سیاحوں اور مصری ذمہ داروں پر قاتلانہ حملوں کے ویڈیو تیار کررہے ہیں۔ ان سولہ ویڈیو اور مصری خفیہ پولیس کی دس سالہ تحقیقاتی رپورٹوں سے یہ حیرت انگیز انکشافات ہوئے کہ ان تمام حوادث میں اسرائیل کی خفیہ تنظیم موساد ملوث ہے، امریکی سی آئی اے بھی اس میں معاون و مددگار ہے۔ جب اس افسر سے پوچھا گیا کہ پھر مصری حکومت ان حقائق کو سامنے کیوں نہیں لاتی تو اس نے بتایا کہ دو بنیادی سبب اس میں رکاوٹ ہیں۔ ایک تو یہ کہ امریکہ ناراض ہوجائے گا بالفاظ دیگر چونکہ امریکی سی آئی اے کی پشت پناہی سے یہ کام ہورہا ہے اس لیے ہم امریکہ کو ناراض کرنا نہیں چاہتے، دوسری وجہ یہ ہے کہ مصری عوام کے غیظ وغضب کا سامنا کرنے کی حکومت کے اندر جرأت نہیں کہ اب تک ہم نے عوام کو یہی یقین دہانی کرائی ہے کہ اسرائیل سے تعلقات کا قیام ہمارے حق میں ہے۔

مصری ماہرین نے مصر کے مختلف مقامات پر ہونے والے دھماکوں اور قاتلانہ حملوں میں استعمال ہونے والی دھماکہ خیز اشیاء اور گولیوں کے تجزیے سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ مادے باہر سے لائے گئے ہیں اور انتہائی قیمتی بھی ہیں۔ اتنی قیمتی کہ حکومتیں ہی ان کی متحمل ہوسکتی ہیں۔ مصری عالم دین وداعی شیخ محمد الغزالی نے بہت پہلے ان تمام الزامات کی تردید کی تھی اور کہا تھا کہ یہ غیر ملکی سازش ہے جس کا مقصد دینی عناصر کا خاتمہ ہے۔

یاد رہے کہ ناصری عہد میں بھی اخوانیوں کے جسمانی تصفیہ کے لیے یہی اسلوب عیسائیوں نے اختیار کیا تھا۔ اس زمانے میں بھی مصری وزارت دفاع و داخلہ کے اعلا ذمہ دار ان یہودی حسیناؤں کے دام تزویر کا شکار ہوگئے تھے۔ جون ۱۹۶۷ء کی جنگ میں شکست کے اسباب کا پتہ چلانے والی تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے چوٹی کے افسران نے جنسی اور مالی رشوتوں کے قبول کرنے کا اعتراف کیا تھا۔

(باقی آئندہ)

اعلان

مولانا نور عظیم ندوی صاحب مرحوم کے فرزند مولوی ذکی نور عظیم نے مولانا مرحوم پر ایک خصوصی مجلہ نکالنے کا فیصلہ کیا ہے اس سلسلہ میں انھوں نے مولانا مرحوم سے تعلق رکھنے والے حضرات کو خطوط بھی لکھے ہیں۔ تعمیر حیات کے ذریعہ وہ دوسرے ایسے حضرات کو بھی جن سے وہ خود واقف نہیں مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مولانا مرحوم پر کچھ لکھ سکیں تو ذیل کے پتہ پر پہلی فرصت میں بھیجنے کی زحمت فرمائیں۔

ذکی نور عظیم

دارالعلوم ندوۃ العلماء - پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

خلیفۂ اسلام کی بیدار مغزی اور محاسبہ کی اعلیٰ مثال

پروفیسر محمد اجتبا ندوی: صدر شعبہ عربی و فارسی الٰہ آباد یونیورسٹی الٰہ آباد

امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلامی سلطنت کے صوبوں پر گورنر متعین کرنے میں بے حد محتاط تھے، اسی شخص کو گورنر یا حکومت کا کارکن مقرر فرماتے تھے جس پر پورا بھروسہ ہوتا تھا کہ وہ انتہائی تقویٰ خداترسی، بے لوثی اور بیدار مغزی سے کام کرے گا، ان کے اس سلسلہ میں چند اصول تھے جن کا وہ التزام کرتے تھے:

۱۔ کسی شخص کو گورنر مقرر کرنے سے پہلے اس کی منقول وغیر منقول جائداد اور آمدنی کی فہرست بنوا لیتے تھے تاکہ گورنری کے بعد زائد مال کا حساب کیا جاسکے کہ اس اضافہ کی کوئی معقول وجہ ہے یا نہیں؟ اگر کوئی گورنر یہ وجہ جواز پیش کرتا کہ اس نے گورنری کے دوران تجارت کی ہے تو اس کا یہ عذر قابل قبول نہ ہوتا۔ وہ گورنروں سے فرماتے "ہم نے آپ کو گورنر بنا کر بھیجا تھا تاجر بنا کر نہیں بھیجا تھا"۔

۲۔ ان گورنروں کی نگرانی کے لیے کچھ لوگ مقرر کر رکھے تھے جو انھیں رپورٹ دیتے رہتے تھے اس بنا پر ہر گورنر چوکنا اور ہوشیار رہتا کہ مبادا امیرالمومنین تک اس کی کوئی شکایت نہ پہنچا دی جائے۔

۳۔ پورے ملک میں ان کی جانب سے نگرانی اور احتساب کے لیے کچھ افراد بھیجے جاتے تھے جو براہ راست مظلوموں اور دادرسوں کی فریاد پہنچاتے تھے اور آپ بذات خود اس کی تحقیق اور جانچ کرتے تھے

۴۔ گورنر اور سرکاری عملہ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے شہر اور گھر دن میں واپس آئیں تاکہ ان کے ہمراہ آیا ہوا سامان نظر میں رہے اور راستوں میں متعینہ پہرہ دار اور نگراں اس کی اطلاع پہنچا سکیں۔

۵۔ حج کے موقع پر تمام گورنروں اور سرکاری کارکنوں کی حاضری کردی تھی تاکہ سال بھر کے کاموں کا جائزہ اور رپورٹ پیش کریں اور اگر کوئی شکایت یا شبہ ہو تو اس صوبہ سے آنے والے لوگوں سے اس کی تصدیق کرلی جائے۔

ان اصولوں پر سختی سے پابندی کرتے تھے اس کے علاوہ معاملات اور مسائل پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے، انتہائی باریک بینی اور خصوصی ذرائع سے اس کی جانچ کرتے تھے اس سلسلہ میں ایک واقعہ ملاحظہ کریں:-

حضرت معاویہ شام کے گورنر تھے، شام اپنی شادابی، غلوں اور میوہ جات کی فراوانی اور مال و دولت کی بنا پر بڑا پرکشش تھا چونکہ وہ رومی سلطنت کا عرصہ دراز تک صوبہ رہ چکا تھا اسلئے مختلف تہذیبوں زبانوں اور مذاہب کا مرکز تھا۔ اس بنا پر وہاں سے فائدہ اٹھانے اور دورہ کرنے کا عموماً لوگوں کو اشتیاق رہتا تھا۔ اور پھر اگر کسی کا عزیز قریب کسی بڑے عہدہ پر فائز ہو تو اس کے لیے بہترین موقع تھا۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ کے والد ابوسفیانؓ شام روانہ ہوئے اور اپنے گورنر صاحبزادہ کے مہمان ہوئے۔ حضرت عمرؓ چوکنے ہوگئے اور اندازہ لگایا کہ ابوسفیان شام سے واپسی کے وقت تحفے تحائف لیکر واپس ہوں گے۔ ان کی واپسی کا انتظار کرنے لگے حضرت ابوسفیان واپس ہوئے اور جب امیرالمؤمنین عمر فاروقؓ کی خدمت میں سلام کیلئے حاضر ہوئے تو امیرالمؤمنین نے فرمایا کہ:- ابوسفیانؓ کچھ ہمارے لیے بھی لائے؟ جواب دیا کہ ہمیں تو کچھ ملا نہیں کہ آپ کو پیش کریں، یہ سن کر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوسفیان کی انگلی سے انگوٹھی نکالی اور اپنے معاونوں میں سے ایک صاحب کو انگوٹھی دی اور کہا کہ حضرت ابوسفیان کی بیوی ہندہ کو ان کی جانب سے پیغام پہونچاؤ اور کہو کہ "میں جو کچھ دونوں تھیلیاں لایا ہوں وہ بھیجدو"۔ قاصد دونوں تھیلیاں لے آیا دیکھا گیا تو ان میں دس ہزار درہم تھے۔ حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کی جانب دیکھا تو ان کی نظریں جھکی ہوئی تھیں، اور محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی سوال و جواب کیلئے تیار نہیں ہیں۔ امیرالمؤمنین نے حکم دیا کہ یہ دس ہزار درہم مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کردیئے جائیں حضرت ابوسفیان کے اس واقعہ کی خبر ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گئی اور ہر گورنر و کارکن اپنی جگہ پر محتاط اور چوکنا ہوگیا اور جب بھی اس کا کوئی عزیز اور رشتہ دار ملنے آتا تو پوری تاکید کردیتا کہ وہ اپنے ساتھ کوئی مشکوک چیز تو نہیں لے جا رہا ہے۔

امیرالمومنین عمرؓ کی جانب سے کڑی نگرانی اور احتساب کا ایک واقعہ اور پڑھ لیجئے صوبہ بحرین مختلف قوموں، زبانوں اور مذاہب کی بستی ہونے کی وجہ سے ہنگاموں اور نت نئے مسائل کی آماجگاہ تھا، وہاں کے انتظام کیلئے امیرالمؤمنین نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو ان کے تدبر، حکمت اور دانائی و ذہانت کی بنا پر انتخاب فرمایا۔ حضرت مغیرہ نے اپنی سیاسی سوجھ بوجھ سے بحرین میں امن وامان اور استقرار قائم کردیا اور معاملات ومسائل کے حل میں سختی اور پختگی کا ثبوت دیا۔ لیکن بعض معاملات میں ہدایتوں اور احکام کے نفاذ میں اپنے اختیار و رائے سے بھی کام لیا، بحرین کے چودھریوں کو تنگی محسوس ہوئی تو انھوں نے امیرالمؤمنین کو شکایت لکھ بھیجی حضرت عمرؓ کو جو رپورٹ ملی اس کے پیش نظر حضرت مغیرہ کو معزول کرنے کا ارادہ کرلیا۔ بحرین کے ان چودھریوں کو اس کی اطلاع ملی تو وہ خوش ہوئے اور مزید پیش بندی کے لیے آپس میں مشورہ کیا کہ کوئی ایسی ترکیب کی جائے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ دوبارہ بحرین نہ آسکیں چنانچہ چودھریوں کے سردار نے یہ تجویز پیش کی کہ تم لوگ ایک دستاویز لکھدو کہ مغیرہ بن شعبہؓ نے ایک لاکھ درہم بیت المال سے بچا کر میرے پاس رکھوا دی تھی، ان لوگوں نے یہ دستاویز لکھدی سردار وہ تحریر لیکر مدینہ منورہ آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیش کردی حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر سخت ناراض ہوئے اور مغیرہ بن شعبہ کو فوراً بلا بھیجا حضرت مغیرہ مجلس کی کیفیت اور امیرالمؤمنین کا چہرہ دیکھ کر سمجھ گئے اور مسئلہ سے نمٹنے کے لیے ہمہ تن تیار ہوگئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مغیرہ بن شعبہ تمہارے کرتوت بحرین سے مدینہ تک پہنچ چکے ہیں کیا تمہیں تسلیم ہے کہ تم نے بیت المال کا ایک لاکھ درہم چرا کر اس چودھری کے پاس رکھ دیا تھا؟ حضرت مغیرہ نے جواب دیا ہاں اے امیرالمؤمنین مجھے اعتراف ہے کہ میں نے ایک لاکھ درہم نہیں بلکہ دو لاکھ درہم اس چودھری کے پاس بطور امانت رکھوائے تھے۔ امیرالمؤمنین نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ مغیرہ نے جواب دیا، ضرورت اور بچوں کی خوشحالی کیلئے میں نے یہ کام کیا اور خدا تعالیٰ سے عفو ودرگذر کا امیدوار ہوں، حضرت عمرؓ چودھری کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ا۔ تم کیا کہتے ہو؟ تم نے ایک لاکھ درہم کیوں چھپایا۔ اور امانت میں خیانت کیوں کی، بحرین کا یہ چودھری اسی ہتھیار کا شکار ہوچکا تھا جسے اس نے خود استعمال کیا تھا، اب اس کے پاس سچ بولنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا اس نے پوری سازش کا قصہ امیرالمؤمنین کو سنایا اور کہا کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ دوبارہ مغیرہ بن شعبہ بحرین گورنر ہوکر واپس نہ آسکیں، حضرت مغیرہ نے امیرالمؤمنین کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں نے چودھری کی سازش کو خود اس کے ہی حربہ سے بے نقاب کیا اور اپنی جان بچائی حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ یہ ایک لاکھ درہم بحرین کے غریبوں میں تقسیم کردیے جائیں اور چودھری کو تنبیہ کی کہ آئندہ یہ الزام تراشی نہ ہونے پائے اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی ذہانت اور حاضر جوابی پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ حضرت مغیرہ نے کہا کہ - امیرالمؤمنین آپ ہی کے عدل وانصاف اور بیدار مغزی کی وجہ سے حق کو بول بالا حاصل ہوا ہے۔

بقیہ: اداریہ

اور جہاں تک ہم مسلمانوں کا تعلق ہے پہلے کئی سیاسی تنظیمیں تھیں اب پوری ہیں، مزید بڑھ سکتی ہیں، کوئی طالع آزما بھی نعرۂ انا الحق لگا کر میدان سیاست میں کود سکتا ہے۔ ٹوٹی ہوئی تسبیح کے دانے...... بکھرے ہوئے پہلے ہی سے ہیں کچھ اور منتشر ہوجائیں گے۔ [illegible] کا فرمان الٰہی [illegible]

استنبول میں رابطہ ادب اسلامی کی کانفرنس

استنبول۔۔۔۲۵ اگست کو عالمی رابطہ ادب اسلامی نے اپنے سہ سالہ اجتماع میں جو ترکی کی تاریخی راجدھانی استنبول میں رابطہ کے صدر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی زیر صدارت ہوا۔ ادب اسلامی کو ممتاز کرنے کے سلسلے میں متعدد اہم فیصلے کیے ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ ادب اسلامی کا ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کا مقابلہ کرایا جائے۔ یہ مقابلہ جس کے بارے میں باقاعدہ اعلان جلد کیا جائے گا فی الحال عربی سے اردو اور اردو سے عربی تک محدود رہے گا۔

۲۳ اگست سے ۲۵ اگست تک جاری رہنے والے اس اجتماع کے جس میں ایک عالمی مذاکرہ علمی بھی شامل تھا افتتاحی اجلاس میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے صدارتی خطبہ دیا۔ اجلاس کی افتتاحی نشست میں مولانا علی میاں مدظلہ نے دعا کی۔

رابطہ ادب اسلامی نے ایک اہم فیصلہ یہ بھی کیا ہے کہ اسلامی ادیبوں کے تعارف کے لیے ایک ڈائرکٹری تیار کی جائے گی نیز اسلوبی ادب کے دائرے میں آنے والے پی ایچ ڈی کے مقالات کی بھی ایک ڈائرکٹری تیار کی جائے گی۔ اس کام کو رابطہ کا صدر دفتر انجام دیگا اور اس کے نتیجے میں اسلامی ادب پر کام کرنے والوں کی رہنمائی بھی ہوگی اور ان کا آپس میں ایک دوسرے سے تعارف ہو سکے گا۔

رابطہ نے مصر کے مشہور اسلامی ادیب استاذ کیلانی کے اعزاز میں اور ان کی قدردانی کے طور پر آئندہ موسم سرما میں قاہرہ میں ایک جلسہ بلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس موقع پر اسلامی ادب کے موضوع پر ایک سیمینار کا بھی اہتمام کیا جائے گا اس کے ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ دیگر اسلامی ادیبوں کے اعزاز میں بھی تھوڑے تھوڑے وقفے سے اجتماعات کیے جائیں گے۔

رابطہ نے طے کیا ہے کہ وہ دو سہ ماہی رسالے شائع کرے گا۔ عربی کا عربی دفتر سے اور اردو کا برصغیر کے دفتر سے۔

اردو سے عربی، عربی سے اردو زبان میں اسلامی ادب کے ترجمے کے مقابلے کے سلسلے میں ذمہ داری کو متعلقہ دفتر کے سپرد کیا گیا ہے اس کے بارے میں تفصیلی اعلان جلد کیا جائے گا۔

اس ادارے کی ابتدا برسوں پہلے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی اس تجویز سے ہوئی کہ عربی ادب کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور ادب اسلامی کو ممتاز کیا جائے اس نظریے کے تحت ان کی کتاب مختارات وجود میں آئی جو آج ہندوستان اور عرب کی متعدد یونیورسٹیوں کے نصاب میں داخل ہے۔ حضرت مولانا جب ۱۹۵۶ء میں شام کے مجمع العلمی کے رکن ہوئے تو انھوں نے اس بات کی دعوت اپنے ایک مقالے میں دی تھی۔ پھر ۱۹۸۰ء میں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں اس موضوع پر ایک عالمی سیمینار ہوا جس میں بڑی تعداد میں عرب یونیورسٹیز کے اساتذہ اور مشہور ادبا اور دینی شخصیات نے شرکت کی، ہندوستان کے اکثر مشہور اداروں کے ذمہ دار بھی شریک تھے، بیرون ملک سے آنے والے وفود نے ندوۃ العلماء اور خاص طور سے حضرت مولانا سے اپنی عقیدت و وابستگی کا اظہار پرجوش الفاظ میں کیا۔ اس موقع پر بعض عرب شعراء نے اپنی عقیدت کا اظہار قصائد کی شکل میں بھی کیا جن میں شیخ عبد العزیز رفاعی (رکن مجلس شوری سعودی عرب) اور ڈاکٹر عبد القدوس ابو صالح، عبد الباسط بدر قابل ذکر ہیں۔ اس موقع پر ایک یادگار واقعہ یہ بھی پیش آیا تھا کہ قطر کے ایک بڑے شیخ ابراہیم انصاری جن کا مرتبہ وہاں کے وزیر تعلیم کا تھا انھوں نے ندوہ کی مدد کے لیے ایک پیش کش کی اور لوگوں کو ترغیب دی اس پر حضرت مولانا علی میاں صاحب نے بڑی سختی لیکن ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس سے معذرت کر لی۔ تا کہ یہ جلسہ ندوہ کے لیے حصول امداد کا ذریعہ نہ سمجھا جائے۔ یہ بات یہاں سے واپس جا کر بعض ادباء نے اپنی یادداشت میں خصوصیت کے ساتھ نوٹ کی۔

کام کی آسانی کے لیے رابطہ ادب اسلامی کو بعد میں دو حصوں میں منقسم کیا گیا۔ ایک تو برصغیر ہند و پاک اور اطراف کے ملکوں کے لیے دوسرا عرب ممالک اور اس کے قریبی ملکوں کے لیے، دونوں کے صدر دفتر ایک ایک نائب صدر کے تحت رکھے گئے اور دونوں کے مشترکہ صدر مولانا علی میاں ہیں۔ استنبول میں دونوں حصوں کا یہ تیسرا سالانہ اجلاس ہوا۔

اجلاس میں دونوں دفاتر کے ذمہ داروں نے اپنی جو رپورٹ پیش کی ہے اس میں اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے کہ رابطہ ادب اسلامی نے عالمی پیمانے پر آج سے سات برس قبل جو کام شروع کیا تھا وہ اس وقت دنیا کے مختلف ملکوں مصر، اردن، مراکش، سعودی عرب، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور جنوبی افریقہ میں بڑی مقبولیت حاصل کر رہا ہے اور باقاعدہ کام ہو رہا ہے۔

اجلاس کے دوران جس کے افتتاحی جلسے میں مصر کے ممتاز اہل قلم اور ادیب محمد قطب مصری نے خطبہ دیا اور ترکی کے نمائندے اور ترکی زبان کے شاعر و ادیب پروفیسر علی نار نے مہمانوں کا استقبال کیا دونوں سکشنوں کے ذمہ داروں نے اپنی اپنی رپورٹ پیش کی جس میں ادب اسلامی کے تعارف و ترویج کے سلسلے میں جو کام ہو رہا ہے اور اس کو جو وسعت ملی ہے اس کا جائزہ لیا گیا۔

رابطہ کے عربی دفتر کے ذمہ دار ڈاکٹر عبد القدوس ابو صالح نے جو امام محمد ابن سعود یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں عربی دفتر کی رپورٹ پیش کی جس میں اسلامی افسانہ و ناول نگاری کے مقابلے کے نتائج کی تفصیل بتائی گئی۔ اس مقابلے کا اعلان ایک سال قبل ہوا تھا۔ اور مقابلے میں داخل ہونے والی تصنیفات کی جانچ کے لیے ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی تھی۔

انھوں نے بتایا کہ اردن کے ادیب جہاد رجبی کو دو ہزار ڈالر کا پہلا انعام افسانے پر دیا گیا۔ مختصر افسانے پر ۵ سو ڈالر کا انعام مصر کے ادیب احمد محمود مبارک کو ملا۔ افسانے کا دوسرا انعام مراکش کے سلام احمد ادریس کو ملا جو ڈیڑھ ہزار ڈالر کا ہے۔ تیسرا انعام افسانے پر شام کے عبد السلام راغب کو ملا جو ایک ہزار ڈالر کا ہے۔ مختصر افسانے پر دوسرا انعام اردن کے خالد حروب کو ملا جو ۳ سو ڈالر کا ہے۔ اور تیسرا انعام مصر کے فارقی حسام سید کو ملا جو ۲ سو ڈالر کا ہے۔

اس کے علاوہ بعض اچھے افسانوں پر فلسطین، مصر، سعودی عرب اور اردن کے افسانہ نگاروں کو فی کس سو ڈالر کا انعام دینا منظور کیا گیا۔ افسانہ نگاری کے مقابلے میں ہندوستان اور ملیشیا سے بھی افسانے موصول ہوئے تھے لیکن وہ انعام کے معینہ معیار پر پورے نہیں اترے۔

رپورٹ میں بتایا گیا کہ انعامات کی تقسیم آئندہ موسم سرما میں قاہرہ یا عمان میں ایک تقریب منعقد کر کے کی جائے گی۔

رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا کہ عربی دفتر سے ادب کی پانچ کتابوں کی تیاری اور اشاعت کا کام ہو رہا ہے۔

برصغیر کی طرف سے پیش کردہ رپورٹ میں سالانہ سیمناروں اور متعدد کتابوں کی اشاعت اور ادب اسلامی کی ترویج کے سلسلے میں مختلف ریاستوں کے دوروں کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ یہ رپورٹ برصغیر کے دفتر کے ذمہ دار مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے پیش کی جو دار العلوم ندوۃ العلماء میں صدر شعبۂ ادب عربی ہیں۔

سیمینار

اس عالمی اجتماع کے بعد ادب اسلامی پر ایک علمی مذاکرہ (سیمینار) کا بھی انعقاد کیا گیا جو "اسلامی نظریہ ادب کے سلسلے میں مختلف تصورات اور ان کے مابین نقطۂ اتحاد" کے موضوع پر تھا۔ اس موضوع پر مختلف ملکوں کے آٹھ پروفیسروں نے تحقیقی مقالے پیش کیے جو گہرے مطالعہ اور علمی جائزوں پر مشتمل تھے۔ ہندوستان سے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے صدر شعبہ عربی سید ضیاء الحسن ندوی نے اپنا مقالہ پیش کیا جس کو حاضرین نے مضمون اور زبان دونوں لحاظ سے پسند کیا۔ طہران یونیورسٹی کے پروفیسر جابر قمیحہ اور امام محمد ابن سعود یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر عبد القدوس ابو صالح کے مقالے بھی خاصے فکر انگیز اور موضوع پر سیر حاصل بحث کرنے والے تھے۔

(باقی ص۱۵ پر)

لاٹری سماج کا ناسور

مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری

انسان اپنے مزاج، افتاد طبع تصورات، اور معتقدات میں اپنے گرد و پیش سے متاثر ہوتا ہے، اللہ رب العزت نے جو اسے دھڑکتا ہوا دل اور پھڑکتا ہوا دماغ دیا ہے وہ تاثیر و تاثر کی آماجگاہ ہے، دیگر مخلوق خدا میں یہی اس کے لیے وجہ امتیاز اور سرمایہ افتخار ہے۔ عقل و شعور جن کا تعلق دل و دماغ سے ہے، انسانی مزاج کی تشکیل میں ان کا اہم رول ہوتا ہے، اس لیے خالق کائنات نے عقل و شعور کو جو اپنی خلقی کمزوریوں کی وجہ سے بہت سی خامیوں سے پر ہے اسے کامل معیار قرار دیتے ہوئے حسن و قبح اور تحریم و تحلیل کا میزان قرار نہیں دیا ہے۔ بلکہ انسانوں کی ہدایت کے لیے اور عقل و شعور کو صحیح رخ پر کام کرنے کے لیے اپنے احکام کی پابندی اور حدود اللہ کی رعایت لازم قرار دی ہے تاکہ ذاتی اور وقتی غرض اور سطحی لطف و لذت اور عارضی امنگوں کی تکمیل کی خاطر اجتماعی بہبود اور فلاح عام کو داؤ پر نہ لگایا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ شراب و جوئے (لاٹری) کے تعلق سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سوال کیا گیا، تو وحی الٰہی نے اس نکتہ کی طرف خاص طور پر اشارہ کیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا" (البقرة)

وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں آپ اعلان فرما دیجئے کہ ان میں بڑا گناہ ہے۔ اور لوگوں کے لیے کچھ فائدہ بھی ہے، اور ان کا گناہ نفع سے بڑھ کر ہے۔

شراب و جوئے کی حرمت میں یہ سب سے پہلی آیت ہے جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئی، حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرمایا: "اللهم بين لنا فيه بيانا شافيا"۔ اے اللہ ہمارے لیے (دو ٹوک) اطمینان بخش حکم نازل فرما دے۔ لہذا اس سلسلے کی سب سے آخری آیت اس وقت نازل ہوئی جب دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ شراب و جوا جسے عرب جاہلی معاشرہ میں نہ صرف پذیرائی حاصل تھی بلکہ ترقی یافتہ ہونے کی ایک علامت سمجھی جاتی تھی۔ اسی وجہ سے شرابوں کے نام اور اقسام کی کثرت پائی جاتی تھی اور جوا کھیلنے کی نت نئی راہیں ڈھونڈھی جاتی تھیں) خالق کائنات کو پسند نہیں کیونکہ اس میں انسانوں کی تباہی کا سامان کہیں زیادہ ہے۔ لہذا جب یہ آیت نازل ہوئی۔

"إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إلى...... فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ" (المائدہ)

تو حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ "نَحْنُ مُنْتَهُونَ، نَحْنُ مُنْتَهُونَ" ہم باز آنے والے ہیں، ہم باز آنے والے ہیں۔ اور پھر چشم فلک نے دیکھا کہ مدینہ کی گلیوں سے شراب کا ایک ایک قطرہ بہہ کر گھوروں اور گڑھوں کی نذر ہو رہا ہے۔ قمار (جوا) اور پانسے کے تیروں کا نشان مٹ رہا ہے۔ شیطان دم بخود ہے اور انسان ابن آدمؑ، اپنے مالک کے حکم کی تعمیل میں مصروف و سرگرداں ہے۔ خالق و مخلوق کی اسی قوی نسبت نے اسے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے بلند مقام پر فائز کر دیا اور "یحبہم و یحبونہ" کا زرتار کلاہ اس کے سر کی زینت بنا۔ پھر انھیں شراب بہانے میں جو لطف و لذت حاصل ہوئی وہ کبھی شراب پینے میں بھی حاصل نہیں ہوئی تھی، حضور اکرم کا ارشاد ہے۔

"ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَرَسُولًا"

اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو (اس بات سے) راضی ہو گیا کہ اللہ پروردگار ہے، اور اسلام دین ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی اور رسول ہیں

جب ایمان اس درجہ کا ہوتا ہے۔ تو ایک مسلمان کی زندگی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے پر گذرنے لگتی ہے، اس میں اسے کوئی کلفت محسوس نہیں ہوتی۔ دنیا کی چمک دمک اس کی نظر کو خیرہ نہیں کرتی۔ حرام و حلال سے بے پرواہ نہیں ہوتا ہے، اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر مال و اسباب کے پیچھے بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔ جس طریقہ سے بھی ہو مال حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے کہ وہ اس پر یقین رکھتا ہے کہ دنیاوی ترقی اس کے بغیر ہو نہیں سکتی۔ شیطان یہ سمجھاتا ہے کہ یہ حرام نہیں بلکہ فن ہے۔ رشوت ستانی فن ہے۔ جوا، لاٹری اور سودی کاروبار ایک صنعت ہے۔ اس کی بھوک بڑھتی جاتی ہے اور وہ اپنے رب سے دور اور سکون قلبی اور راحت سرمدی سے نفور ہو جاتا ہے۔ آج اس تباہی کو صرف دینی حلقوں نے ہی محسوس نہیں کیا ہے بلکہ اب تو ریاستیں حکومتی سطح پر اس کی تباہی پر غور کرنے لگی ہیں۔ مدھیہ پردیش میں علماء نے اس موضوع کو سب سے پہلے اٹھایا۔ اور حکومت کو باور کرایا کہ اس میں فلاح انسانیت کا پہلو قطعاً نہیں ہے لہذا حکومت نے سرکاری طور پر لاٹری پر پابندی عاید کر دی ہے۔ اور بھی بعض ریاستوں میں اس پر پابندی لگائی جا چکی ہے اور تازہ خبروں کے مطابق حکومت اتر پردیش نے بھی اس عفریت کی خون آشامی کو محسوس کر لیا ہے۔ اور ریاستی حکومت لاٹری پر پابندی لگانے کے لیے سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔ حکومت نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ لاٹری کی لت سے کئی خاندان تباہ ہو چکے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو یہ بڑا خوش آئند اقدام ہوگا، اس لیے کہ اس کا نشہ انسان کو مفلوج بنا کر رکھ دیتا ہے۔ ایک صاحب نے بتایا کہ پڑھنے کے زمانے میں ایک دفعہ میں نے لاٹری کا ایک ٹکٹ خرید لیا تھا اس کا یہ اثر تھا کہ ایک ہفتہ تک اخباروں کو دیکھتا کہ میرا نمبر تو نہیں آگیا ہے۔ اسٹال کے چکر لگاتا۔ ایک ہفتہ تک پڑھنے سے طبیعت اچاٹ رہی، اب سوچئے جو لوگ اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان کا حال کیا ہوگا۔ قیاس و خیالات بیشمی ڈوبوں اور آرزوؤں کے صحرا میں کہاں کہاں بھٹکتے رہتے ہیں، اور اپنے کو اور اپنے خاندان کو تباہ و برباد کرتے رہتے ہیں۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ" (زخرف)

اور جو خدا کی یاد، حکم کی تعمیل سے آنکھیں بند کرے اس پر ہم ایک شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں۔ تو وہ اس کا دوست و ہمنوا ہوتا ہے۔

اور ظاہر ہے شیطان کی رہبری ہلاکت کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس کی دوستی جہنم کا پیش خیمہ نہیں تو اور کیا ہے۔ آج لاٹری کا عفریت ہر شخص پر سوار ہے۔ حکومت کی سرپرستی نے اس کی وہ تشہیر کردی ہے کہ بچہ بچہ پر اس کا نشہ طاری ہے۔ خصوصاً متوسط اور معمولی آمدنی والے طبقے میں اس کی مقبولیت دو چند ہے، ایک سازش کے تحت خصوصاً مسلم محلوں میں اس کی خرید و فروخت کے مراکز کثرت سے دیکھے جاتے ہیں۔ بے روزگار مسلم نوجوان، رکشہ کھینچنے والا غریب مسلمان، ملازمت پر گذارہ کرنے والا خاندان، اس عفریت کے شکنجہ میں ہے، ایک ایک شہر سے روزانہ کروڑوں روپیہ اس لاٹری کی دیوی کی نذر ہو جاتا ہے۔ جس کا پلے سے زیادہ ٹکٹ خریدنے والوں کو نہیں ملتا۔ بقیہ حکومت کی ایجنسیاں اس سے خوب فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ اور غریب عوام کا خون جونک کی طرح چوس رہی ہیں۔ لیکن عوام خصوصاً مسلمانوں کو ہوش نہیں کہ لاٹری کا بحران کی دنیا بھی تباہ کر رہا ہے اور دین بھی۔ لاٹری حرام ہے۔ اس کا خریدنا، بیچنا، اس کی ایجنسی لینا، ایجنٹی کرنا، کمیشن کھانا سب حرام ہے۔ یہ ایک ایسی لت ہے جس کی خاطر لاٹری کھیلنے والا اپنا سارا سرمایہ تباہ و برباد کر لیتا ہے۔ کتنی خودکشیاں اس لیے بھی ہوتی ہیں کہ اب کچھ باقی نہیں رہا تو ایک جان ہی سہی اس کو بھی داؤ پر لگا کر جہنم کا سامان کر لیا جائے (اعاذنا اللہ منہا)۔

بابری مسجد کی شہادت کے موقع پر فسادات کے دوران ایسے ہینڈ بل پائے گئے تھے جس میں مسلمانوں کی جمعیت ان کی قوت اور مالی حیثیت ختم کرنے کے لیے بعض مسلم دشمن تنظیموں نے اپنے رضاکاروں کو کچھ احکام دیے تھے اس میں خصوصیت کے ساتھ لاٹری

کا بھی تذکرہ کیا گیا تھا اور اس پر زور دیا گیا تھا کہ لاٹری کے اسٹال کثرت سے مسلم محلوں میں قائم کیے جائیں تا کہ مسلمانوں کی جائز آمدنی بھی ناجائز و حرام مال کی تحصیل بلکہ آرزو میں صرف ہو جائے اس کے باوجود بھی آج صرف لکھنؤ کا جائزہ لیں تو دیکھیں گے کہ انھیں محلوں کے چوراہوں، نکڑوں اور تاریخی عمارتوں کے زیر سایہ اس صنعت کو خوب فروغ ہو رہا ہے۔ جہاں مسلمانوں کی اکثریت آباد ہے اور اس میں اہم رول ہم ادا کرنے والے ہیں۔ افسوس! ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اہل دانش کو اس کی فکر کرنی چاہیے اور لاٹری کے مسلم محلوں میں جہاں جہاں اسٹال ہوں حکمت کے ساتھ انھیں ختم کرنے کی فکر کرنی چاہیے اور مسلم نوجوانوں میں یہ شعور پیدا کرنا چاہیے کہ روزی کمانے کے حلال طریقے اختیار کرنے سے برکت ہوتی ہے اور روزی تقدیرات الٰہیہ میں سے ہے اتنی ہی ملتی ہے جتنی اللہ نے لکھ دی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

"ان الرزق لیطلب العبد مایطلبہ اجلہ" (حلیہ)

انسان کا رزق اس کے پیچھے اس طرح لگا رہتا ہے جس طرح اس کی موت اس کا پیچھا کرتی ہے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ"

بیشک اللہ ہی روزی دینے والا ہے۔

"لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ" (طٰہٰ)

ہم تم سے روزی کے طالب نہیں ہیں ہم تم کو روزی دیتے ہیں۔

لہٰذا جو اللہ کو بھول جائے اور حرام و حلال کی تمیز اس کے دل سے نکل جائے تو اس نے اپنی اقتصادی زبوں حالی کو دعوت دی، جس میں بے دلی و اضطراب ہے سکون و قرار حاصل نہیں ہوتا۔

"وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا" (طٰہٰ)

جو میری یاد سے اعراض کرے تو اس کے لیے معیشت کی تنگی ہے۔

مال و اسباب کی کثرت کے باوجود وہ معیشت کی تنگی سے اپنے آپ کو آزاد نہیں کر پاتا ہے، لہٰذا ایسے تمام کام سے بچنا چاہیے جس میں حرام کی آمیزش ہو۔ ابھی چند دنوں پہلے ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز ایک ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی، ایک بزرگ سے تعلق رکھتے ہیں۔ نماز کے پابند اور معاملات کے کھرے معلوم ہوئے، رشوت آج تک انھوں نے نہیں لی، بڑی اطمینان کی زندگی ہے۔ اثنائے گفتگو انھوں نے بتایا کہ ہمارے ایک دوست ہیں خوب رشوت لیتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ رشوت نہ لیا کرو۔ کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا پیٹ کا آپریشن ہوا ہے، ملاقات ہوئی تو کہنے لگے، رشوت لیتا تھا اللہ نے پیٹ پھڑوا دیا۔ میں نے کہا اب نہ لینا، لیکن صحت کے بعد پھر انھوں نے رشوت لینی شروع کی میں نے کہا بھئی کیا بات ہے؟ کہنے لگے کیا کریں طبیعت نہیں مانتی۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر پیٹ میں تکلیف شروع ہوئی اور اس سے بڑا آپریشن کرانا پڑا۔ اب ملے تو کہنے لگے۔ اس پیٹ کے لیے لیا، دو مرتبہ پھاڑا جا چکا۔ بھئی دعا کرو اب نہیں لوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی انھیں تنبہ ہوا اور وہ باز آ گئے۔

اس طرح کتنے واقعات ہیں جو ہمارے لیے سامان عبرت ہیں۔ کاش لاٹری جوا کھیلنے والے خدا کے غضب سے ڈریں اور اس سے باز آ جائیں۔

"فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ"

دار الشریعہ کا افتتاح

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم تعلیمات و سابق پروفیسر ام القری یونیورسٹی، مکہ مکرمہ
مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی مدظلہ
کے ہاتھوں
فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ کی نئی لائبریری اور
دار الشریعۃ
کا ۱۲ ستمبر کو افتتاح زیر صدارت
جناب میر مقصود علی خاں چیف ایڈیٹر روزنامہ سالار بنگلور
اس موقع پر فرقانیہ اکیڈمی کی نادر کتاب اسلام کا "قانون نکاح" کا اجراء
امیر شریعت حضرت مولانا ابوالسعود [illegible]
مہمانان خصوصی
حضرت مولانا عبد الحفیظ جنیدی و حضرت مولانا عبد المتین جوناگڑھی و [illegible] منسٹر برائے وقف جناب ایس۔ ایم یحییٰ
محمد شہاب الدین ندوی ناظم فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س:- کیا مسواک نہ ہونے کی صورت میں برش کے استعمال کر لینے سے سنت ادا ہو جائے گی۔؟

ج:- افضل بہر صورت مسواک استعمال کرنا ہے۔ لیکن اگر مسواک موجود نہ ہو، اور بآسانی میسر نہ آئے اور برش کرے تو سنت ادا ہو جائے گی۔

س:- مسلمان کی تعریف کیا ہے؟

ج:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے مکمل دین کو ماننے والا مسلمان ہے۔

اسلام کی وہ باتیں جن کا دین ہونا تواتر سے ثابت ہے۔ ان کو "ضروریات دین" کہتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک بات کا انکار کفر ہے۔

س:- گونگا شخص اسلام قبول کرنا چاہتا ہے تو کیا کرے؟

ج:- وہ ایسے اشارے سے توحید و رسالت کا اقرار کرے۔ جو سمجھ میں آ جائے۔ جب مسلمان ہونے کے لیے اس کا اشارہ سمجھ میں آ جائے۔ وہ مسلمان ہو جائیگا۔

س:- شرک کسے کہتے ہیں؟

ج:- اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔ یعنی جو معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتا ہے وہ غیر اللہ کے ساتھ کرے۔

س:- کیا غیر مسلم کو قرآن پاک ہندی ترجمے کے ساتھ دے سکتے ہیں؟

ج:- ہاں! دے سکتے ہیں۔ لیکن دیتے وقت غیر مسلم سے کہہ دیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب ہے اسے پاک و صاف رہ کر ہی پڑھیں۔ اور اس کے احترام کا پورا خیال رکھیں۔

س:- کیا کسی شیعہ سے تعلقات قائم کر سکتے ہیں۔ اور اس کے یہاں کھانا کھا سکتے ہیں؟

ج:- شیعوں سے تعلقات رکھ سکتے ہیں اور ان کے یہاں کھانا کھا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ یہ اطمینان ہو کہ وہ حرام یا ناپاک نہیں ہے۔

س:- قصر کی جو دوری شریعت میں بتائی گئی ہے۔ موجودہ دور میں رائج کلومیٹر کے حساب سے واضح کریں؟

ج:- قصر کے لیے مسافت سفر ۴۸ میل ہے، موجودہ کلومیٹر کے حساب سے ۷۶ء۸ کلومیٹر ہے۔

س:- طویلہ میں بعض مرتبہ بھینسوں کا جب دودھ نکالنے کے لیے بیٹھتے ہیں تو وہ تھنوں میں دودھ نہیں لاتیں۔ اس لیے انجکشن لگا کر دودھ نکالا جاتا ہے تو کیا یہ صحیح ہے۔

ج:- صورت مسئولہ میں دودھ اتارنے کے لیے انجکشن لگانا۔ (اور خاص کر اگر ایسا نہ کیا جائے تو یہ بھینس کے لیے ضرر رساں ہے) درست ہے شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

س:- ایک شخص جو مستحق زکوٰۃ ہے کیا مذکور شخص زکوٰۃ کی رقم سے غیر مستحق زکوٰۃ کی دعوت کر سکتا ہے۔؟

ج:- ہاں! مذکور شخص صاحب نصاب کی اگر زکوٰۃ کی رقم سے دعوت کرے تو یہ جائز ہے اور صاحب نصاب اس دعوت میں شرکت کر سکتا ہے۔

س:- کیا غیر مسلم کے یہاں کا پکا ہوا گوشت مسلمان استعمال کر سکتا ہے؟

ج:- اگر ظن غالب ہے کہ یہ گوشت ذبیحہ کا ہے جسے مسلمان نے بسم اللہ کر کے ذبح کیا ہے تو اس گوشت کو مسلمان کھا سکتا ہے۔

س:- کیا مسجد کو بارہ ربیع الاول میں قمقموں سے آراستہ کیا جا سکتا ہے؟

ج:- مسجد کو قمقموں سے آراستہ کرنا خواہ شب قدر کو ہو یا کسی اور رات میں ہو بدعت ہے۔ مسجدوں کو اس طرح سجانا اور اس میں رقم صرف کرنا اسراف ہے۔ شب قدر میں عبادت کا ثبوت ہے نہ کہ مسجد کو قمقموں سے آراستہ کرنے کا، صحابہ کرام نے آپ کی وفات کے [illegible] راتوں میں اس طرح کا کوئی عمل نہیں کیا ہے۔

مغربی میڈیا اور اس کے اثرات

نذر الحفیظ ندوی ازہری

(دوسری قسط)

امریکی میڈیا:- اس میں دو رائے نہیں کہ امریکی رائے عامہ کی تشکیل میں امریکی ذرائع ابلاغ بڑا اہم اور بنیادی رول ادا کرتے ہیں۔ کسی مسئلہ کے متعلق بہت جلد رائے عامہ تیار ہو جاتی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امریکہ میں ہر شخص کو اخبار و رسالہ ریڈیو اسٹیشن اور ٹی وی چینل قائم کرنے کی کھلی آزادی ہے اور ہر طرح کی سہولت حاصل ہے۔ امریکی قانون کے تحت اس کی پوری اجازت ہے کہ ہر شخص اخبار نکال سکتا ہے۔ اور عوام تک اپنی بات جس طرح سے چاہے پہنچا سکتا ہے۔ اس آزادی کی بنا پر امریکی حکومت کا کوئی کنٹرول میڈیا پر نہیں ہے اس بات کو پیش نظر رکھ کر اگر آپ امریکی میڈیا کا جائزہ لیں گے تو اس کی حسب ذیل خصوصیات نظر آئیں گی۔

۱- امریکی میڈیا پر اجارہ داری کسی پرائیویٹ ادارے یا کسی صنعتی گھرانے یا کسی کمپنی یا کسی مذہبی ادارے کی نظر آئے گی۔

۲- امریکی میڈیا اپنے پیش نظر جو مقاصد اور نصب العین رکھتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ بین الاقوامی مسائل کے متعلق امریکی سیاست کی ترجمانی، امریکہ کی داخلی سیاست اور قومی سلامتی اور قومی مفاد کو ہر قیمت پر ترجیح دینا، مسیحی اور یہودی تعلیمات کی دعوت و تشہیر، آزاد تجارت، اور سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام کی وکالت و حمایت۔ خواہ حکومت کے عہدوں پر ریپبلکن پارٹی کے ارکان فائز ہوں یا ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبران۔

۳- ان تمام ذرائع ابلاغ میں اولین ترجیح اشتہارات کو دینا جن کے ذریعہ کروڑوں ڈالر کی آمدنی ہوتی ہے اور غیر معمولی نفع حاصل ہوتا ہے۔

۴- بعض اخبارات و رسائل اور ٹی وی اسٹیشنوں کی خاص مسائل کے متعلق طے شدہ رائیں ہوتی ہیں جنھیں وہ اپنے اداریوں، تبصروں اور تجزیوں سے ہر قیمت پر ثابت کرتے ہیں۔ خواہ حکومت اور رائے عامہ کچھ کہے اور قارئین کی اکثریت اس کی مخالفت کرے ظاہر ہے مجلس ادارت اور اخبار کے مالک کی یہ رائے ہوتی ہے اور اسی کے مطابق خبریں فراہم کی جاتی ہیں۔

ہم امریکی ذرائع ابلاغ کو چھ حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱- روزنامے اور خبر رساں ایجنسیاں۔
۲- رسائل اور ماہنامے سہ ماہی، ششماہی۔
۳- ٹیلی ویژن۔ ۴- ریڈیو۔
۵- بذریعہ ڈاک تقسیم ہونے والے لٹریچر۔
۶- کمپنیوں کے بلیٹین اور مطبوعات۔

آئندہ سطور میں امریکی ذرائع ابلاغ کی ان مندرجہ بالا چھ قسموں میں سے ہر ایک کے متعلق اختصار کے ساتھ ضروری معلومات پیش کی جا رہی ہیں۔

۱- امریکی روزنامے:- امریکی روزنامے دو طرح کے ہیں ایک تو وہ روزنامے جو ان شہروں اور ریاستوں کے مسائل و مشکلات کی ترجمانی کرتے ہیں جہاں سے وہ شائع ہوتے ہیں، دوسرے وہ روزنامے جو قومی مسائل کے ساتھ بین الاقوامی مسائل و مشکلات کے متعلق خبریں مقالے اور اداریے لکھتے ہیں۔

پوری ریاستہائے متحدہ امریکہ میں تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق سولہ سو چھہتر روزنامے نکلتے ہیں۔ اتوار کے دن بعض اخبارات میگزین سکشن کی وجہ سے ۲۰ سے ۳۰ فیصدی تک زیادہ تقسیم ہوتے ہیں۔

امریکی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی تازہ رپورٹ کے مطابق پورے امریکہ میں پچاس ہفت روزہ رسالے ایسے ہیں جو بڑی تعداد میں فروخت ہوتے ہیں۔

جن امریکی شہروں سے یہ روزنامے شائع ہوتے ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے۔ ڈیٹرائٹ، سان فرانسسکو، میامی، بالٹی مور، فلے ڈلفیا، ہوسٹن، کیولینڈ، کنساس سٹی، ڈنور، میلواکی، لانگ آئی لینڈ، ٹیکسی، نیو اورلینز کے علاوہ نیویارک، واشنگٹن، لاس انجلیس، شکاگو، اور بوسٹن وہ مرکزی شہر ہیں جہاں بڑی تعداد میں یہودی اقلیت موجود ہے انہی شہروں میں مسیحیوں کے بڑے تعلیمی اور تبلیغی ادارے اور یہودیوں کے تجارتی مراکز پائے جاتے ہیں، نیویارک اور واشنگٹن میں حکومت کے دفاتر بھی ہیں میڈیا سے متعلق صحافیوں اور نمائندوں کے لیے سرکاری افسروں، امریکی سینٹ کے ارکان وزارت داخلہ، وزارت خارجہ و وزارت دفاع کے اہم ذمہ داروں سے رابطہ آسان ہوتا ہے۔ اس بنا پر امریکہ کی بین الاقوامی سیاست کے ظاہر و مخفی حاشیے اور زاویے لوگوں کی نگاہ میں آ جاتے ہیں۔

بوسٹن سے نکلنے والا امریکی روزنامہ کرسچین سائنس مانیٹر ایسا روزنامہ ہے جو امریکی کلیسا کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے، یہ روزنامہ عالم عربی کے مسائل کو زیادہ بہتر طریقے سے پیش کرتا ہے اور ان کے متعلق متوازن رائے رکھتا ہے۔ اکثر یہ اخبار اسرائیلی پالیسی پر تنقید اور اس کی مذمت کرتا ہے۔

دوسرا اخبار لاس انجلیس ٹائمز ہے جو کرسچین سائنس مانیٹر کی طرح اعتدال کی پالیسی پر گامزن ہے اور عرب اسرائیل کشمکش میں فلسطینیوں کے ساتھ انصاف کا داعی و حامی ہے۔

ہیرالڈ ٹریبون تیسرا اخبار ہے جو بین الاقوامی مسائل و مشکلات کے بارے میں سوچی سمجھی رائے رکھتا ہے۔ اعتدال و توازن کے علاوہ ہر موضوع کے ماہرین غیر جانبداری کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار اس اخبار کے صفحات پر کرتے ہیں اس خصوصیت کے علاوہ یہ اخبار امریکی انتظامیہ کے اہم ذمہ داروں، سفارت کاروں اور بڑے بڑے صنعت کاروں سے براہ راست رابطہ رکھتا ہے اس بنا پر ہیرالڈ کی خبروں، افتتاحی اداریوں، تبصروں اور مقالات کو بڑی غیر معمولی اہمیت اور وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

خبر رساں ایجنسیوں کا تذکرہ ہم ابتدا میں ہی کر چکے ہیں۔

۲- ماہنامے اور سہ ماہی رسالے:- ریاستہائے متحدہ امریکہ سے نکلنے والے رسائل، ماہناموں، سہ ماہی، اور ششماہی رسالوں کی تعداد اگرچہ ہزاروں تک نہیں پہنچتی لیکن ہم ان رسالوں کو چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱- عمومی نوعیت کے سیاسی اخبار اور تجزیاتی رسالے۔
۲- کسی خاص علمی و تحقیقی موضوع پر نکلنے والے ماہنامے، سہ ماہی اور ششماہی میگزین۔
۳- سماجی اور طبقۂ نسواں سے متعلق رسالے، آرٹ، لٹریچر، فلم اور شخصیات سے متعلق تفریحی رسالے۔
۴- زراعت، سائنس، تجارت، اقتصادیات اور کھیل سے متعلق رسالے۔

اخبارات کے مقابلہ میں ہفت روزہ رسالوں اور ماہناموں کی نوعیت صورت و شکل، بحث و تحقیق، تحلیل و تجزیہ، مضامین و مقالات اور انٹرویوز اور رپورٹوں کے اعتبار سے منفرد ہوتی ہے۔ ہم یہاں عام رسالوں اور ماہناموں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جو ہر جگہ ملتے ہیں اس جگہ صرف انہی رسالوں اور ماہناموں کا ذکر کرتے ہیں۔ جو انفرادی اہمیت رکھتے ہیں اور نہ صرف امریکی رائے عامہ بلکہ عالمی رائے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ رسالے حسب ذیل ہیں۔

(الف) ۱- ورلڈ پریس ریویو (ماہنامہ) عالمی صحافت کے اہم اقتباسات کی تلخیص پر مشتمل ہوتا ہے۔

۲- ورلڈ ویو (ماہنامہ) یہ رسالہ ہر ماہ تین سے پانچ علمی موضوعات پر ماہرین سے مضامین لکھواتا ہے اور دنیا بھر سے شائع ہونے والی اہم کتابوں کی فہرست دیتا ہے۔

۳- نیو ریپبلک (ہفت روزہ) امریکی سماج کے مسائل و مشکلات پر لکھتا اور یہودیوں کے نقطۂ نظر کی وکالت کرتا ہے۔

۴- ایگزیکیٹو انٹیلیجنٹ ریویو (ہفت روزہ) بائیں بازو کا ترجمان اسلام اور مسلمانوں کا دشمن [illegible]۔

۵- اسٹراٹیجی ویک (ہفت روزہ) مشرق وسطیٰ، افریقہ اور ایشیا کے مسائل پر ماہرین کے مضامین شائع کرتا ہے۔

۶- امریکن زیونسٹ (دو ماہی) امریکی صیہونی تنظیم کی طرف سے یہ ماہنامہ شائع ہوتا ہے۔

۷- دی پلین ٹروتھ۔ (ماہنامہ) کلیسا کی طرف سے شائع ہوتا ہے۔ عمومی نوعیت کے بین الاقوامی مسائل خصوصاً تیسری دنیا کے ملکوں سے متعلق مسائل و مشکلات پر مضامین شائع کرتا ہے۔ یہ رسالہ پچاس لاکھ کی تعداد میں شائع اور مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

باقی ص ۲۲ پر

مطالعہ کی میز پر

مولانا محمد خالد ندوی

تبصرے کے لئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب۔ فاران ریڈیائی تقریریں فکر جدید کی روشنی میں۔
ترتیب۔ کبیر الدین فاران مظاہری۔
صفحات۔ ایک سو اٹھائیس
قیمت۔ چودہ روپے
ملنے کا پتہ۔ (۱) مدرسہ قادریہ مسرور الاصلاح سرمور، ہماچل۔
(۲) کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور۔

پیش نظر کتابچہ جو ریڈیائی تقریروں کا مجموعہ ہے اپنے حجم کے اعتبار سے صرف ایک سو اٹھائیس صفحات پر مشتمل ہے لیکن اپنی معنوی خوبیوں کے اعتبار سے بہت مفید ہے۔ اس میں نوع بہ نوع کے مضامین خالص عصری اسلوب میں پیش کئے گئے ہیں اور اس میں علمی و فکری بلندی کے محرکات کو بڑی خوبیوں سے سمو دیا گیا ہے۔ بڑی حد تک لب و لہجہ میں یکسانیت، زجر و توبیخ کی شوکت، تنقید و ملامت کی تمکنت، پند و نصائح کی حلاوت، اور دلائل و براہین کی متانت کو حد اعتدال کے ساتھ قائم رکھا گیا ہے۔

ذہن سازی کے لیے عصر حاضر میں ریڈیو، ٹی وی، اور دیگر ابلاغ عامہ کے وسائل کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اس ذریعے سے ہر طبقہ انسانی تک اللہ کا پیغام اور اس کے دین کی صحیح تفہیم و تشریح سے خدا کے بندوں کو روشناس کرایا جائے تو غیر مانوس افراد و اذہان کے لیے دین حق کو سمجھنے اور شعائر اسلام اور داعی اسلام کے سلسلہ میں پھیلائی جانے والی تشکیکات کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

اس اعتبار سے یہ کتاب قابل قدر ہے اور جناب مولانا کبیر الدین فاران صاحب نے ان تقریروں کو جو سیرت نبوی اسلامی تعلیمات کے محاسن اخلاقیات اور صحت مند معاشرتی و اجتماعی موضوعات پر مشتمل ہیں۔ قید تحریر میں لا کر در زیور طبع سے آراستہ کر کے ان کو دوام

کو نقش دوام عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کے اس عمل کو قبول فرمائے۔ طلباء کے لیے یہ تقریری مجموعہ بے حد مفید ہے، طباعت و کتابت میں حسن معیار کو قائم رکھا گیا ہے۔

نام کتاب۔ شیتل چھاؤں
نتیجہ فکر۔ ایوب صدیقی
صفحات۔ ۱۳۳
سال اشاعت۔ ۱۹۹۳ء
ملنے کے پتے۔ شہر ادب سی ۱۳۳۹/۔ اندرا نگر لکھنؤ۔
قصر ندیم بی ۳۹۔ نرالا نگر لکھنؤ

شیتل چھاؤں، نوجوان شاعر ایوب صدیقی کے شیریں جذبات حسین تصورات عفت و طہارت سے پر رومانی تخیلات کا دلآویز مجموعہ ہے اس میں عنفوان شباب کی نیرنگ خیالی کو دلکش پیکروں میں سجا کر پیش کیا گیا ہے، پورا مجموعہ شعر و شاعری کے چمن میں آمد بہار کا حسین گلدستہ ہے۔ آورد کے نقائص سے پاک ہے۔

نوجوان شاعر کا یہ کلام اپنی سادگی، برجستگی اور بے تکلفی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، شاعر کا تخلیقی انداز بڑا معصوم سادہ مگر پرکشش ہے۔ انھوں نے بہت سے مقامات پر فارسی کے متداول الفاظ، ترکیبوں اور بندشوں کے بجائے عام بول چال کی تراکیب، الفاظ محاوروں اور بندشوں سے عروس سخن کو سجایا ہے، جس سے ان کی شاعری میں نور و نکہت کا حسین امتزاج پیدا ہو گیا ہے دلکشی و رعنائی بڑھ گئی ہے، سلیس اور عام فہم ہونے کی وجہ سے عوامی ادبی حلقوں میں پذیرائی کے وسیع امکانات ہیں۔

ایوب صدیقی صاحب کا کلام گوہر بار اپنی بہت سی خوبیوں کی وجہ سے معاصر دیگر شعراء کے کلام سے ممتاز نظر آتا ہے۔ ہر چند کہ وہ دبستان فکر و تخیل کے مستند اسکول کے صاحب طرز نہیں رہے ہیں

(باقی صفحہ ... پر)

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

• مصر کے جامع ازہر کے شعبہ افتاء نے فتویٰ دیا ہے کہ بوسنیا کے مسلمانوں کے ساتھ جو ظلم و تعدی کا بازار گرم ہے اور جو سلوک وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ سربیائی کر رہے ہیں اس پر ملت اسلامیہ کا خاموشی اختیار کرنا حرام ہے۔ لہٰذا مسلم ممالک کو چاہیے کہ اس عیسائی ظلم و بربریت کے خاتمے کے لیے جانی و مالی قربانی دیں۔

• اسرائیل کی خفیہ ایجنسی موساد کے ایک سابق افسر نے انکشاف کیا ہے کہ نیویارک کے بم دھماکہ میں اصلاً موساد کا ہاتھ ہے اور اس کارروائی کا مقصد اسرائیل عالمی رائے عامہ کی توجہ اسلامی بنیاد پرستی کے خطرہ کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہے تاکہ مسلمانوں کو اسرائیل اور مغربی دنیا کا مشترکہ دشمن ظاہر کیا جا سکے۔

• پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل نے خاندانی منصوبہ بندی کے سلسلے میں کی جانے والی کوشش اور اشتہاری مہم کو غیر اسلامی اور غیر اخلاقی قرار دیا ہے اور ضبط تولید کو ملک میں باقاعدہ پالیسی کے طور پر اپنانا اسلامی شریعت کی روح کے صریحاً خلاف بتایا ہے۔

• افریقی ملک زامبیا میں اسلام کی مقبولیت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے ایک اخباری رپورٹ کے مطابق صدر فریڈرک کو اس بڑھتی ہوئی مقبولیت نے کڑی آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے خاص طور سے مسلمانوں کی پارٹی فیتھ ملس ڈاہل ایمان، جو مسلمانوں کی واحد سیاسی و مذہبی تنظیم ہے اور دونوں میدانوں میں بہترین نمائندگی کر رہی ہے۔

• مراکش کے ایک ساحلی شہر میں مسجد حرام کے بعد دنیا کی سب سے بڑی مسجد تقریباً چھ سال میں بن کر تیار ہو گئی ہے جس کا افتتاح ۱۲ ربیع الاول کے موقع پر ہوا مسجد کے دو سو میٹر سفید پتھر کے مینارے سے روشنی کی کرنیں نکلتی ہیں جس کا رخ مکہ معظمہ کی طرف ہے جو تقریباً ۳۰ میل تک دکھائی پڑتی ہے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مسجد اپنی تعمیر میں دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہے۔

• امریکی حکومت نے افغان مجاہدین سے امریکی ساخت کے اسٹینگر میزائیل کے بارے میں کہا ہے کہ ان میزائیلوں کو واپس کر دیں اور اس کی واپسی کے لیے وہ پانچ گنا زیادہ قیمت دینے کو تیار ہے، خیال ہے کہ ان میزائیلوں کو امریکی فوجوں نے استعمال کے لیے ناکارہ قرار دے دیا تھا جس کو مجاہدین کے ساتھ تعاون کرنے والے اسلامی ممالک نے امریکہ سے خرید کر جہاد افغانستان کے لیے لیا تھا یہی میزائیل امریکہ کے لیے تشویش کا سبب بنا ہوا ہے۔

• روس کے میرکی قیادت میں ہزاروں لوگوں نے مظاہرہ کر کے احتجاج کیا ہے کہ روس اپنی فوج کو تاجکستان سے واپس بلائے، مظاہرین کا کہنا ہے کہ روسی حکومت نے پہلے ہمارے بچوں کو افغانستان بھیج کر موت کے گھاٹ اتارا ہے اور اب دوبارہ پھر غلطی کی جا رہی ہے اگر جلد تاجکستان کی سرحد سے روسی فوج کو واپس نہ بلایا گیا تو یہ سلسلہ یلسن حکومت کے لیے خطرناک ثابت ہوگا۔

• برطانیہ کے شہر برمنگھم کی وسیع و عریض اور خوبصورت جامع مسجد کے ہال میں آٹھویں عالمی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی افتتاحی خطاب میں امام مسجد نبوی شیخ علی عبد الرحمٰن الحذیفی نے کہا کہ خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبد العزیز اور سعودی حکومت نے مجلس تحفظ ختم نبوت اور یورپ کے مسلمانوں کے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا ہے اور کہا کہ خاص طور سے عقیدہ ختم نبوت پر ہم سب کا ایمان رکھنا ضروری ہے اور یورپ کو فتنۂ قادیانیت سے بچانا ہم سب کا مشترکہ فرض ہے۔

• امریکہ کے ایک اعلیٰ عہدیدار اور بوسنیا کے بارے میں امریکی پالیسی کے منتظم مارشل فری مین نے امریکی پالیسی کے خلاف بوسنیا کے سلسلے میں احتجاجاً استعفیٰ دے دیا ہے اور کہا ہے کہ امریکہ سربوں کی ظالمانہ پالیسی قبول کر رہا ہے۔

✽

مولانا صبغت اللہ بختیاری رح کے

کچھ حالات ان کے فرزند پروفیسر سید محمود اللہ بختیاری کے قلم سے

رحلت سے ایک ہفتہ قبل ذکر الٰہی جاری ہو گیا تھا۔ کلمہ طیبہ کا ورد زور زور سے کرنے لگے اور یہ آیت "اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہ... زبان پر جاری رہی اور اسی حالت میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

والد محترم تحصیل علوم دینیہ کے بعد جامعہ دار العلوم عمر آباد میں شیخ التفسیر رہے اور باقیات صالحات ویلور میں شیخ الحدیث اور فقہ کے استاد رہے۔ خدمت علوم دینیہ اور دعوت کو اپنا مقصد بنایا تھا۔ علوم الانساب اور اسماء الرجال کے پختہ حافظ اور متکلم تھے۔ اور ساری زندگی خدمت دین میں گذار دی۔ درس و تدریس کے طویل تجربہ اور اکابر کی صحبتوں کے بعد اپنے آبائی وطن رائے چوٹی ضلع کڈپہ آندھرا پردیش میں قیام پذیر ہو کر دعوت و اصلاح کے کام میں لگے رہے۔ احسانیات، تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی طرف خصوصی توجہ اور محنت رہی۔ علماء کی تربیت کا ایک خصوصی پروگرام رکھتے تھے۔ اس کا کورس بھی بنایا تھا۔ تاکہ امت مسلمہ میں صحیح بنیادوں پر کام ہو اور روحانی قدریں اجاگر کی جائیں خطاب عام اور خصوصی ملاقاتیں اور فرداً فرداً دعوت کا کام کیا۔

طبیعت کی ناسازی کی وجہ بغرض تشخیص و علاج مدراس تشریف لاتے اور میرے مکان پر قیام فرماتے۔ دسمبر ۸۱ء میں عارضہ قلب بیمار ہوئے تو ان کے خصوصی ڈاکٹر کے مشورہ سے جنرل ہسپتال مدراس میں شریک کیا گیا۔ اللہ نے فضل فرمادیا اور طبیعت سنبھل گئی۔ تقریباً پچاس دن ہسپتال میں رہے۔ عارضہ قلب، پیرانہ سالی اور دن بدن بگڑتی ہوئی صحت کے پیش نظر والد محترم کو شدید احساس ہو گیا تھا کہ وہ معہد احسانی کے مقاصد کو بروئے کار نہ لا سکیں گے۔ اس بات کو اپنے مخلصین پر واضح کر دیا۔ اور وصیت فرمادی کہ معہد احسانی کے نام سے جو زمین رائے چوٹی میں خریدی گئی ہے اور جو رقم موجود ہے اسی رقم سے ایک لائبریری کی شکل دی

جائے اور وقف شدہ تمام کتابوں کی ترتیب ہو۔ تحریراً مجھے حکم دیا کہ ان قیمتی نایاب اور عمر بھر کی جمع کردہ کتابوں کی ترتیب دوں اور حفاظت کا سامان کروں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس کی سہولت جلد عطا فرمادے اور والد محترم کی یہ آخری خواہش پوری ہو جائے۔

صحت یابی کے بعد ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ مدراس میں گھر پر آرام کریں۔ گھر پر گفتگو اور بات چیت کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر وقت کوئی نہ کوئی ملنے آتا۔ شگفتگی، متانت اور گفتگو کا وہی علمی اور خصوصی رنگ رہتا۔ بیماری کے باوجود قوت حفظ اور یادداشت غیر معمولی تھی۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی مدراس آئے تھے اور گھر پر والد محترم سے ملنے آئے تو مختلف موضوعات پر بات چیت رہی۔ صوفیائے کرام اور ان کے کارناموں کا ذکر رہا۔ پروفیسر نثار احمد فاروقی بھی ملنے آئے تھے ان سے بھی بڑی دلچسپ علمی گفتگو رہی آپ کے شاگرد عزیز حضرت مولانا ابو البیان حماد عمری جامعہ دار السلام عمر آباد سے اکثر تشریف لاتے اور مختلف مسائل پر گفتگو رہتی۔ جب مولانا چلے جاتے تو بہت دیر تک ان کا تذکرہ فرماتے اور واقعات سناتے رہتے۔ علماء تشریف لاتے تو علمی موضوعات پر بات ہوتی۔ ہر ایک کی صلاحیت کے مطابق اصلاح باطن کی تلقین فرماتے اور بیعت و ارشاد کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ گھر والوں پر خصوصی توجہ فرماتے۔ باری باری سے سب بھائی آتے رہے۔ اور استفادہ کرتے رہے۔ والد محترم کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ مجھے کچھ نہ کچھ املا کرواتے علوم دینیہ اور احسانیات سے متعلق فرماتے۔ مختلف کتابیں پڑھواتے اور تبصرہ فرماتے اور اپنے مطالعہ اور تجربہ کی باتیں بتاتے۔ میرے ادارہ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز جس کے قائم کرنے میں والد محترم کی تائید اور سرپرستی حاصل رہی گراں قدر مشورے دیتے کہ کس طرح جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں دینی بیداری

پیدا کی جائے، جس سے ایک متوازن نظام فکر و عمل پھیلے۔

میرے فرزند مولوی سید کمال اللہ بختیاری ندوی پر خصوصی توجہ فرماتے اور علمی نکات سمجھاتے۔ مطالعہ کرواتے اور نگرانی فرماتے۔

اپنے اکابر اور اساتذہ کا بڑے احترام سے نام لیتے خصوصاً شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رح، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رح، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رح اور حکیم الاسلام حضرت مولانا طیب قاسمی رح کا ذکر فرماتے اور ہر ایک کے تفصیلی حالات سناتے اور کتابوں کا ذکر کرتے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رح کا ذکر آتا تو فرماتے کہ اللہ نے اس سرزمین پر ان سے بہت بڑا کام لیا ہے۔ اور اپنے نانا حضرت مولانا سید شاہ قادر باشا حسنی قادری رح اور دادا حضرت مولانا سید شاہ علیم اللہ بختیاری حسینی رح جنھوں نے اس شہر (رائے چوٹی) میں شرک و بدعات کے خلاف دعوتی و اصلاحی کام انجام دیا تھا ذکر فرماتے۔ اور ایسے پرانے احباب کو یاد کرتے اور دعا دیتے۔

اپنے ساتھیوں کو یاد کرتے اور واقعات سناتے خصوصاً اپنے ساتھی حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ العالی کا تذکرہ بڑی مسرت سے کرتے اور کہتے کہ اللہ نے انھیں خدمات دینیہ و ملیہ کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ حضرت مولانا سید اسعد حسین مدنی مدظلہ العالی جب بھی مدراس آتے مزاج پرسی کے لیے گھر پر تشریف لاتے حضرت مولانا کی تشریف آوری سے والد محترم بہت خوش ہوتے اور اپنے والہانہ تعلق کا اظہار فرماتے اور بار بار حضرت کی دینی و علمی خدمات کا ذکر کرتے۔ پروفیسر احتشام احمد ندوی، پروفیسر سلطان محی الدین خصوصی طور پر ملنے آتے رہے۔

گھر پر ہی ڈاکٹر آتے اور معائنہ جات ہوتے اس طرح علاج کا سلسلہ اور تیمارداری چلتی رہی۔ تقریباً چودہ ماہ گھر پر علاج اور نگرانی ہوتی رہی۔ تیمارداروں کا خاص خیال رکھتے بچوں پر بڑی شفقت کرتے اور سب کو دعا دیتے۔ عارضہ قلب کے بعد سے پیروں میں کمزوری کی وجہ سے کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔

اپریل ۹۳ء کے اوائل میں یکایک طبیعت بگڑ گئی۔ ڈاکٹر گھر پر علاج کرتا رہا جب زیادہ بگڑی تو ڈاکٹر کے مشورہ سے ۲۴ اپریل ۹۳ء کو علاج ہاسپٹل پرائیوٹ مدراس میں شریک کیا گیا۔ معقول علاج رہا ہر ممکن تدبیر کی گئی لیکن مشیت الٰہی کو یہی منظور تھا کہ سترہ دن کی علالت کے بعد ۱۱ مئی ۹۳ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس قدر جلد والد محترم سے ہم جدا ہو جائیں گے۔

وصیت کے مطابق آبائی وطن رائے چوٹی لے جایا گیا اور ۱۲ مئی ۹۳ء کی صبح تجہیز و تکفین کے بعد مدرسہ امدادیہ کے وسیع میدان میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں تمام عزیز و اقارب، فرزندان، مشائخ عظام اور علمائے کرام، تلامذہ، مریدین، خلفاء اور معتقدین شریک رہے۔ خاندانی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور درجات بلند فرما کر جنت الفردوس عطا کر دے۔

بقیہ: رابطہ ادب اسلامی

سیمینار کے اختتام پر ایک مشاعرہ بھی ہوا جس میں مختلف ملکوں کے اسلامی شاعروں نے اپنا کلام سنایا۔

اجتماع کے موقع پر مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ کی استنبول آمد کا فائدہ اٹھا کر ترکی کے مختلف حلقوں میں مولانا کے اعزاز میں الگ جلسے ہوئے جن سے حضرت مولانا علی میاں صاحب نے خطاب کیا۔ مولانا علی میاں صاحب مدظلہ استنبول میں رابطہ ادب اسلامی کے عالمی اجتماع کے بعد لندن کے لیے روانہ ہو گئے جہاں آکسفورڈ یونیورسٹی میں اسلامک اسٹڈیز سنٹر کے ٹرسٹی ممبران کے جلسے میں جس کے وہ چیرمین ہیں شرکت کرنے کے بعد شکاگو اور نیویارک کے سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔ شکاگو میں وہ مختلف مذاہب کے عالمی اجلاس میں شرکت کریں گے اور نیویارک کے مختلف اسلامی مرکزوں میں جائیں گے۔

استنبول کے اجلاس میں یہ بات بڑی مسرت کے ساتھ محسوس کی گئی کہ اکثر ممالک کی نمائندگی ہوئی خاص طور سے حضرت مولانا محمد ناظم ندوی کی پاکستان سے آمد، حضرت مولانا اور دوسرے اداروں و علماء کے لیے باعث مسرت ہوئی۔

مولانا واضح رشید ندوی اور مولانا سید الرحمٰن ندوی نے کانفرنس کو کامیاب بنانے میں بھرپور حصہ لیا۔